قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن
مدیر ابوسعید
Online Edition

جمعہ 15 مئی 2020ء | 21 رمضان 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 117

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اٰتُوا الۡیَتٰمٰۤی اَمۡوَالَہُمۡ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِیۡثَ بِالطَّیِّبِ ۪ وَ لَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَہُمۡ اِلٰۤی اَمۡوَالِکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حُوۡبًا کَبِیۡرًا ﴿۳﴾

(النّسآء:3)

ترجمہ: اور یتامیٰ کو اُن کے اموال دو اور خبیث چیزیں پاک چیزوں کے تبادلہ میں نہ لیا کرو اور ان کے اموال اپنے اموال سے ملا کر نہ کھا جایا کرو۔ یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

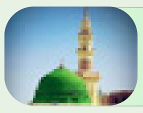

فرمانِ رسول ﷺ

روزہ فتنوں کا کفارہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ فتنہ کے متعلق نبی ﷺ کی حدیث کسی کو یاد ہے؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا میں نے آنحضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آدمی کو جو فتنہ اُس کے بال بچوں اور اُس کے مال اور اُس کے ہمسایہ کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے۔نماز، روزے اور صدقہ اُن کا کفارہ ہوجاتے ہیں۔

(بخاری، کتاب الصوم، بَابُ الصَّوْمُ كَفَّارَةٌ، روایت نمبر 1895)

فرمان خلیفہ وقت

مجاہدہ اور دعا کے بغیر دل کی تاریکی دور نہیں ہوتی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کے رسول کا وہ اسوہ ہے جو بڑا اعلیٰ نمونے کا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی تم نے پیروی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنانے کا حکم دیا ہے تو پھر اس کے لئے کوشش اور مجاہدے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ”جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے گا، دعا سے کام نہ لے گا وہ غمرہ جو دل پر پڑ جاتا ہے دُور نہیں ہو سکتا۔“ (وہ سختی اور تاریکی روک جو دل میں پیدا ہو گئی ہے وہ دُور نہیں ہو سکتی جب تک مجاہدہ نہ کرو، جب تک دعا نہ کرو۔ پھر اس کے ساتھ ہی کوشش اور دعا دونوں چیزیں ضروری ہیں۔)”چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ (الرعد:12) یعنی خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی آفت اور بلا کو جو قوم پر آتی ہے دُور نہیں کرتا ہے جب تک خود قوم اس کو دور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ہمت نہ کرے۔ شجاعت سے کام نہ لے تو کیونکر تبدیلی ہو۔“ فرماتے ہیں ”یہ اللہ تعالیٰ کی ایک لا تبدیل سنّت ہے جیسے فرمایا۔ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا۔ پس ہماری جماعت ہو یا کوئی ہو وہ تبدیل اخلاق اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب کہ مجاہدہ اور دعا سے کام لیں ورنہ ممکن نہیں ہے۔“

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 9 جون 2017ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

توبہ کے حقیقی معانی

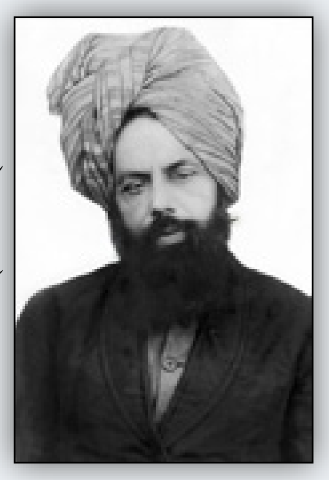

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔

”توبہ کے معنے ہیں ندامت اور پشیمانی سے ایک بد کام سے رجوع کرنا۔ توبہ کوئی بُرا کام نہیں ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ توبہ کرنے والا بندہ خدا کو بہت پیارا ہوتا ہے۔ خداتعالیٰ کا نام بھی توّاب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنے گناہوں اور افعال بد سے نادم ہو کر پشیمان ہوتا ہے اور آئندہ اس بدکام سے باز رہنے کا عہد کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رجوع کرتا ہے رحمت سے۔ خدا انسان کی توبہ سے بڑھ کر توبہ قبول کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر انسان خدا کی طرف ایک بالشت بھر جاتا ہے تو خدا اس کی طرف ہاتھ بھر آتا ہے۔ اگر انسان چل کر آتا ہے تو خداتعالیٰ دوڑ کر آتا ہے یعنی اگر انسان خد اکی طرف توجہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی رحمت، فضل اور مغفرت میں انتہاء درجہ کا اس پر فضل کرتا ہے، لیکن اگر خدا سے منہ پھیر کر بیٹھ جاوے تو خداتعالیٰ کو کیا پروا۔ دیکھو یہ خدا تعالیٰ کے فیضان کے لینے کی راہیں ہیں۔ اب دروازے کھلے ہیں تو سورج کی روشنی برابر اندر آ رہی ہے اور ہمیں فائدہ پہنچا رہی ہے، لیکن اگر ابھی اس مکان کے تمام دروازے بند کر دیئے جاویں تو ظاہر ہے کہ روشنی آنی موقوف ہو جاوے گی، اور بجائے روشنی کے ظلمت آ جاوے گی۔ پس اسی طرح سے دل کے دروازے بند کرنے سے تاریکی ذنوب اور جرائم آ موجود ہوتی ہے اور اس طرح انسان خدا کی رحمت اور فضل کے فیوض سے بہت دور جا پڑتا ہے پس چاہیئے کہ توبہ استغفار منتر جنتر کی طرح نہ پڑھو۔ بلکہ ان کے مفہوم اور معانی کو مدنظر رکھ کر تڑپ اور سچی پیاس سے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو۔ توبہ میں ایک مخفی عہد بھی ہوتا ہے کہ فلاں گناہ میں کرتا تھا۔ اب آئندہ وہ گناہ نہیں کروں گا۔ اصل میں انسان کی خدا تعالیٰ پردہ پوشی کرتا ہے کیونکہ وہ ستّار ہے بہت سے لوگوں کو خداتعالیٰ کی ستّاری نے ہی نیک بنا رکھا ہے ۔ ورنہ اگر خدا تعالیٰ ستّاری نہ فرماوے تو پتہ لگ جاوے کہ انسان میں کیا کیا گند پوشیدہ ہیں“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 608)

”ان سب باتوں کے بعد میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی رحمتیں سمندروں سے بھی زیادہ ہیں۔ اگر وہ شدید العقاب ہے تو غفور رحیم بھی تو ہے۔ جو شخص توبہ کرتا اور استغفار اور لاحول میں مشغول ہو جاتا ہے اور دین کو دنیا پر مقدم کر لیتا ہے تو وہ ضرور بچایا جاتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو عذاب آنے سے پہلے ڈرتے ہیں اور خدا کی یاد میں مشغول ہو جاتے ہیں وہ اس وقت ضرور بچائے جاتے ہیں جبکہ عذاب اچانک آ دباتا ہے۔ لیکن جو اس وقت روتے اور آہ و زاری کرتے ہیں جبکہ عذاب آ پہنچتا ہے اور اس وقت گڑ گڑاتے اور توبہ کرتے ہیں جبکہ ہر ایک سخت سے سخت دل والا بھی لرزاں اور ترساں ہوتا ہے تو وہ بے ایمان ہیں وہ ہرگز نہیں بچائے جاتے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 404)

اس شمارہ میں

- (اداریہ) نظام جماعت سے وابستگی اور اطاعت عہدیداران
- خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
- قرآن کریم کی روحانی اور مادی تاثیرات
- رمضان کے تیسرے عشرہ کی مناسبت سے بعض دعائیں
- رمضان المبارک کے متعلق احادیثِ مبارکہ کی تشریح
- لبِ خاموش کی خاطر لَب کھولتا ہے وہ
- موٹاپا Obesity دورحاضر کا ایک خطرناک چیلنج

اداریہ

نظام جماعت سے وابستگی اور اطاعت عہدیداران

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ ۚ (النساء:60)
اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔

لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَ لَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ یَّسۡبَحُوۡنَ۔(یٰس:41)
سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاندکو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب کے سب (اپنے اپنے) مدار پر رواں دواں ہیں۔

دنیا میں جاری مادی اور روحانی نظام میں قدر مشترک امر ''تنظیم'' ہے۔ سورۃ یٰس کی آیت 41میں دنیا میں جاری نظام کے متعلق بیان ہوا ہے کہ تمام اجرام فلکی چاند، سورج ،زمین اپنے اپنے مدار میں تنظیم کے ساتھ گھوم رہے ہیں اور ان میں اگر کوئی ذرہ بھر بھی اپنے مدار سے دُور ہو تو زمین تہہ و بالا ہو جاتی ہے۔ زلزلے آتے ہیں اور سونامی جیسی تباہی دیکھنے کو ملتی ہے۔اسی طرح روحانی دنیا میں تنظیم کو قائم رکھنے کے متعلق واضح احکام قرآن کریم میں موجود ہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اس کی جو تشریحات و توضیحات فرمائی ہیں۔ہم ان کو جماعت ، نظامِ جماعت، خلافت اور اطاعت عہدیداران کا نام دے سکتے ہیں۔ان سب کی آپس میں کڑیاں ملتی ہیں اور ان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو ایک موقع پر یوں فرمایاہے ۔

'' نظامِ جماعت کی اطاعت کی جائے ۔آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ پس نظام جماعت کو معمولی نہ سمجھیں ۔خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں اطاعت کے مضمون سے گزرکر جاتی ہیں۔اس لئے نظامِ جماعت کی اطاعت کو اپنا شعار بنائیں۔ہر صورت میں آپ نے اطاعت کرنی ہے اور نظامِ جماعت کااحترام کرنا ہے ۔اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جاوے تو دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔مجاہدات کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ اطاعت کی،اطاعت سے عظیم انقلاب برپا ہو سکتے ہیں۔''

(پیغام جلسہ سالانہ جرمنی 2006ء از ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی2006ء)

حضرت عمرفرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں جماعت ہے، جماعت میں امارت ہے۔ امارت میں اطاعت ہے۔

آنحضور ﷺ نے متعدد بار صحابہؓ کو جماعت کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی اور مختلف انداز میں مثالیں دے کر اس مضمون کو سمجھایا ہے۔جیسے ریوڑ کی مثال دی کہ ریوڑ سے الگ ہونے والی بھیڑ کو بھیڑیا اچک کرلے جاتا ہے ۔اس طرح آدمی کا بھیڑیا شیطان ہے جو اُسے بہکا لے جائے گا جب وہ جماعت سے الگ ہوا۔جسم کی مثال دے کر بھی سمجھایا اور ایک دفعہ مضبوط عمارت سے مثال دی کہ مومن دوسرے مومن کے لئے مضبوط عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔ آپ ؐ نے اس مفہوم کو واضح کرنے کے لئے ہاتھوں کی کنگھی بنائی۔

آنحضور ﷺ نے آخری زمانہ کی جو علامات بیان فرمائی ہیں۔ ان میں جماعت کو لازم پکڑنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ 72 ناری ہوں گے۔ ایک جنتی ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کہ مَنْ هُم۔ فرمایا مَااَنَاعَلَیۡهِ وَاَصۡحَابِیۡ اور ایک موقع پر فرمایاوَهِیَ الۡجَمَاعَةُ کہ وہ جماعت ہوگی۔

تمام کرۂ ارض پر صرف ایک ہی فرقہ ایسا ہے جو جماعت کہلانے کا مستحق ہے وہ جماعت احمدیہ ہے ۔جس کا ایک واجب الاطاعت امام موجود ہے۔اس کے مبارک منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پر دُنیا بھر میں پھیلے احمدی احباب لبیک یا سیدی کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ حقیقی تنظیم،اتحاد و یگانگت اور جماعت کا نقشہ صرف جماعت احمدیہ میں ملتا ہے۔جو ساری دنیا میں موجود احباب ایک وجود کی آواز پر کھڑے ہو رہے ہیں اور اسی کی آواز پر بیٹھتے ہیں۔ تنظیم چندسو یا چند لاکھ افراد کے اجتماع یا ازدہام کا نام نہیں بلکہ فکر و عمل اور سوچ و خیال و عقائدمیں اشتراک اورموافقت کا نام تنظیم ہے اور یہ نعمت صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔ اسلامی نظام موجود ہے ۔جیسے قضاء کا نظام ہے۔بیت المال موجودہے۔غرباء ، بیوگان، مستحق، یتامیٰ کی دیکھ بھال۔مریضوں کی امداد اور طلبہ میں وظائف کا مستقل مضبوط نظام موجود ہے اور مَااَنَاعَلَیۡهِ وَاَصۡحَابِیۡ کے مصداق مخلص دوست تمام دنیا میں پھیلے مالی ، قالی، حالی، جانی خدمات کررہے ہیں۔ جبکہ اس کے مقابل پر غیروں میں محض حسرت،افسوس،نا امیدی کا اظہار اور خلافت کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے۔

نظام جماعت اور اطاعت کے مضمون کو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے تسبیح سے مشابہت دے کر سمجھایا ہے کہ تسبیح کے دانے ایک تاگے میں پروئے ہوئے ہوتے ہیں اور تاگے کے دونوں سرے اکٹھے کر کے ایک لمبا دانہ پرویا ہوتا ہے۔ وہ دراصل امام ہے جس کے ساتھ تعلق رکھ کر ہر دانہ اس کی اطاعت کر رہا ہوتا اور کچھ دانوں کے بعد ایک بڑا دانہ آتا ہے جو اس تعلق کو مزید مضبوط کرنے کا باعث بنتا ہے وہ دراصل عہدیدار ہے۔ اور یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ جس طرح تسبیح کے دانوں کے لئے ایک امام کی ضرورت ہے اسی طرح ہمیں بھی ایک امام کے پیچھے چلنا چاہیئے۔

اطاعت کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے ایمان کے اصطلاحی معنوں کا سمجھنا ضروری ہے۔ ایمان نام ہے بعض خلافِ طبیعت باتیں ماننے اور بعض خلاف طبیعت باتیں چھوڑنے کا۔ایمان کی اسی تعریف کے تناظر میں حضرت مصلح موعود نے اطاعت کی تعریف میں لکھا ہے کہ

'' اطاعت صرف ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خداتعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔''

(تفسیر کبیر جلد 2صفحہ 15)

اطاعت بہت وسیع لفظ ہے۔اللہ تعالیٰ نے سو کے قریب آیات میں مختلف انداز میں اطاعت کی طرف توجہ دلائی ہے۔اس کی برکات کا ذکر کیاہے۔اطاعت کرنے والوں کو بشارتیں دی ہیں جبکہ اطاعت کا جوا اپنی گردن سے اتارنے والوں کو انذار کیاہے۔

اطاعت کی تین اقسام ہیں۔ اللہ کی اطاعت ،رسول کی اطاعت اوراولی الامر کی اطاعت ۔اطاعت میں سب سے پہلا نمبر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا آتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا عبد بننے کی کوشش کرے۔ جو احکام قرآنِ کریم میں بیان ہوئے ہیں۔ان پر عمل کیا جائے۔جس میں نماز کی ادائیگی ہے،زکواۃ کی ادائیگی ہے،شرائط کے مطابق روزہ رکھنا ہے اور دیگر کئی احکام ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔

صحابہ نے اس میدان میں بھی اطاعت کے اعلیٰ نمونے دکھلائے۔ جب رسول ﷺ کے سامنے آواز دھیمی رکھنے کا حکم نازل ہوا تو حضرت عمرؓ نے اپنی آواز دھیمی کر لی اور حضرت ثابت بن قیس تو گھر ہی بیٹھ گئے۔

شراب کی ممانعت کا حکم نازل ہوا تو شراب میں مخمور صحابہؓ نے مٹکے توڑ ڈالے اور شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔

ایک مہاجر صحابیؓ نے قرآنی احکام کی فہرست تیار کر رکھی تھی اور اُن کی کوشش تھی کہ کوئی حکم رہ نہ جائے جس پر عمل پیرا نہ ہوسکوں۔جامع البیان میں لکھا ہے کہ وہ ساری عمر اس بات پر کوشاں رہے۔ قرآنی حکم کہ ''اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو'' کی تعمیل میں انہوں نے یہ کہہ کر مدینہ کے ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ کوئی مجھے کہہ دے کہ میں اس وقت نہیں مل سکتا اور میں قرآنی حکم کے مطابق لوٹ آؤں۔ مگر مجھے ایسی آوازسنائی نہ دی۔

رسول اور خلیفہ کی اطاعت

دوسرے نمبر پر رسول اور خلیفہ کی اطاعت ہے ۔جو خدا تعالیٰ کے قرب اور رضا کے حصول کا باعث بنتی ہے۔ صحابہؓ نے اس میدان میں کمال بے نظیر اور بے مثل نمونے پیش کئے اور اطاعت کی ایسی تاریخ رقم کی جو مذہبی دنیا میں تا قیامت سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔

آنحضور ﷺ نے ایک دفعہ مسجد نبوی میں فرمایا بیٹھ جاؤ تو ایک صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ابھی مسجد سے باہر مسجد کی طرف بڑھ رہے تھے کہ کانوں میں بیٹھنے کی آواز آئی تو وہیں بیٹھ گئے اور پرندے کے پھدکنے کی طرح مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔ قریب کھڑے ایک صحابی نے کہا بھی کہ آپ مخاطب نہیں ہیں ۔ فرمایا میرے کانوں میں میرے آقا کی آواز پڑی ہے اگر میری جان ابھی نکل جائے تو خدا کو کیا جواب دوں گا کہ رسول ﷺ کے ایک حکم پر عمل نہیں کر سکا۔

آنحضور ﷺ نے حضرت اسامہؓ کی سر براہی میں ایک لشکر ترتیب دیا ۔ جس میں بڑے بڑے صحابہؓ بھی شامل تھے۔ ابھی یہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ آنحضور ﷺ کی وفات ہو گئی آپؐ کی وفات پر بعض صحابہؓ نے اس لشکر کو روکنے کا مشورہ دیا مگر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ابو قحافہ کی کیا مجال کہ اس لشکر کو روکے جس کو آنحضور ﷺ سے روانہ کرنے کا حکم دیابلکہ حضرت عمررضی اللہ عنہ کی مدینہ میں بعض امور کی سرانجام دہی کے لئے ضرورت بھی تھی تو باوجود خلیفہ ہونے کے اور صاحبِ حکم ہونے کے ان کو خود رکنے کا حکم صادر نہیں فرمایا۔بلکہ حضرت اسامہؓ سے درخواست کی کہ آنحضور ﷺ نے ان کو آپ کے لشکر میں شامل کیا ہے مگر مجھے زکٰوۃ کے حصول کے لئے ان کی ضرورت ہے۔ اگر اجازت ہو تو انہیں روک لوں۔

آج کے دور میں مَااَنَاعَلَیۡهِ اَصۡحَابِیۡ کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے ماننے والوں نے اطاعت و تسلیم و رضا کی داستانیں زندہ کی ہیں۔

خود حضرت مسیح موعودعلیہ السلام ایک دفعہ گورداسپور تشریف لے گئے گرمی کا مہینہ تھا۔ آپ کے لئے ایک ایسی چھت پر بستر لگایا گیا جس پر منڈیر نہ تھی۔ آپ یہ کہتے ہوئے نیچے آ گئے کہ میرے آقا ومولیٰ حضرت محمد ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے منع کیا ہے جس پر منڈیرنہ ہو اور مئی کے شدید گرمی کے مہینہ میں اندر کمرے میں ساری رات بسر کردی۔

خلافت خامسہ کے انتخاب پر دربارِ خلافت سے ایک حواری کی زبانی یہ اعلان ہواکہ حضور فرماتے ہیں کہ بیٹھ جائیں تو جو نقشہ اطاعت اورفرمانبرداری کا گریسن ہال روڈ پر بیٹھنے کاایم ٹی اے نے تا قیامت محفوظ کر لیاہے۔اسے دیکھ کر آنحضور ﷺ کے دور کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔

اولوالامر کی اطاعت

تیسری قسم کی اطاعت اولواالامر یعنی حکام اور عہدیدارانِ جماعت کی اطاعت ہے۔جس کو خدا اور رسول کی اطاعت کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے اور فرمایاکہ کسی بات پر اختلاف کو دور کرنے اور صحیح راہ پر متعین کرنے کا معیار خدا اور رسول کے احکام ہیں۔ ان احکام کی روشنی میں اگر تم اپنا معاملہ

طے کرو گے تو بہتر صورت پیدا ہونے کی ضمانت دی جاتی ہے۔ نیز تم ان برکات و فیوض کے وارث ہوگے۔جو اطاعت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کسی قوم کو عطا فرماتا ہے۔

اس حکم کی تشریح میں آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ نے ایسے ارشادات بیان فرمائے ہیں کہ اطاعت کا مفہوم اور اس کی اہمیت روز روشن کی طرح کھل کے سامنے آتی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ مسلمان پر اپنے افسروں کی ہربات سننا اور ماننا فرض ہے۔خواہ اسے ان کا حکم اچھا لگے یا نہ۔(بخاری)

اس حدیث میں اور دیگر احادیث میں اَلسَّمۡعُ وَالطَّاعَۃُ کے الفاظ ہیں۔جس میں یہ اشارہ ہے کہ ہر مسلمان نے صرف اس حکم کی اطاعت نہیں کرنی جو خود بخود یا کسی کے ذریعہ پہنچے بلکہ خدا ،اس کے رسول اور حکامِ بالا کے احکام پر کان لگائے رکھنے ہیں اور خود سن کر اطاعت کرنی ہے۔اس میں کوشش کر کے اجلاسات اور درسوں پر حاضرہو کر سننا بھی مراد ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کو اطاعت کی نیت کرتے ہوئے سننا بھی مراد ہے۔

سیدنا حضرت محمد ﷺ نے حکام اور امراء کی اطاعت کو اپنی اور خدا تعالیٰ کی اطاعت قرار دے کر عہدیداران کی اطاعت کے مضمون کو اُجاگر کیا ۔ فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے امیر یا حاکمِ وقت کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جو امیر، حاکمِ وقت اورعہدیدار کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔

امیر یا حکام کی اطاعت کے بارے آنحضور ﷺ کے بہت واضح ارشادات ہیں جیسے حبشی غلام جس کا سر انگور کے خشک دانے کی طرح ہو اُس کی بھی اطاعت کرنی ہوگی۔

آنحضور ﷺ نے لشکر بجھوایا ۔اس کے امیر نے آگ جلائی اور شاملین کو کود جانے کا حکم دیا۔ بعض نے انکار کر دیا کہ آگ سے نکل کر تو اسلام کی طرف آئے ہیں اور ایک گروہ تیار ہو گیا۔جس پرآنحضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ کو د جاتے تو ہمیشہ آگ میں ہی رہتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”تقویٰ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہر فردِ جماعت اپنے عہدیدار کے ساتھ مکمل تعاون اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والا ہو۔ اور ہر عہدیدار اپنے سے بالاعہدیدار کا احترام ،تعاون اور اطاعت کے معیاروں کو حاصل کرنے والا ہو۔ذیلی تنظیمیں اپنے دائرے میں بے شک آزاد ہیں اور خلیفہ وقت کے ما تحت ہیں ۔ لیکن جماعتی نظام کے تحت ذیلی تنظیموں کا ہر عہدیدار بھی فردِ جماعت کی حیثیت سے جماعتی نظام کا پابند ہے اور اس کے لئے اطاعت لازمی ہیں...... اطاعت میں فرق نہیں آنا چاہئے“

(خطبہ جمعہ 16 اپریل2010ء)

حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی بیعت اس شرط پر کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی ،خوشی میں بھی اور رنج میں بھی اور ہم اُولو الامرسے نہیں جھگڑیں گےاور جہاں کہیں بھی ہم ہوں گے حق پر قائم رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے سے نہیں ڈریں گے۔

(مسلم کتاب الامارۃ، باب و جوب طاعۃ الامراء)

اطاعت اور نظام جماعت و نظام خلافت کے آپس کے اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کی مثال دی ہے کہ کس طرح ایک نظام کے تحت مکھیاں ملکہ کی اطاعت کر رہی ہوتی ہیں اور پھر اس کی اطاعت کے نتیجہ میں ایک ایسی غذا یعنی شہد تیار ہوتا ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ فِیۡہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ اس طرح جماعت میں رہتے ہوئے ایک خلیفہ کی اطاعت میں صحت مند مقوی غذا فتوحات اور ترقیات کی صورت میں ملتی ہے اور جماعت کو مل رہی ہے کیونکہ اطاعت، اطاعت اور اطاعت ہی ہمارا پہلا سبق ہے اور پورا طرہ امتیاز ہے۔ دیکھیں جنگ خندق کی کھدوائی کے وقت جب درمیان میں چٹان آئی تو بعض صحابہ نے کہا کہ چند قدم ہٹ کر یہ خندق کھودی جائے مگر حضرت سلمان فارسی بضد رہے کہ جو لکیر خندق کھودنے کے لئے میرے آقا حضرت محمد ﷺ نے لگائی ہے ۔ میں تو اس سے ایک قدم بھی نہیں ہٹوں گا۔ اتنے میں آنحضور ﷺ تشریف لائے آپ نے کدال پکڑی اور زور سے ضربیں لگائیں کہ چٹان بھی ٹوٹی اور قیصرو کسریٰ کے بادشاہوں کی تباہی کی خبریں دیں۔ آج اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام بھی فارسی النسل ہیں۔ سلمان فارسی کی نسل سے ہیں اور ہم ان کے روحانی فرزند ہیں ہم پر لازم ہے کہ اس خط کے نقوش کو جو تعلیمات و ارشادات حضرت محمد ﷺ کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں کو گہرے کرتے چلیں۔جس حد تک حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کو ہم دلوں میں اتاریں گے ان کے نقوش کو گہرا کریں گے۔ اسی قدر خدا تعالیٰ کا قرب بھی ملے گا اور فتوحات بھی ملیں گی۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات میں آئندہ بہت بڑی فتوحات، بشارات اور خوشخبریاں دے رہے ہیں۔ پس ان فتوحات کو قریب تر لانے اور دیکھنے کے لئے اور اس کے رسول کی اطاعت اور نظام جماعت کا لازم پکڑنا ہوتا اور اپنی نسلوں کو باور کرنا ہوگا کہ ہر قسم کی ترقی اطاعت رسول اور اس کے نمائندہ کی اطاعت سے نہ صرف وابستہ کر دی گئی ہے۔ بلکہ تمام عہدیداران کی اطاعت اور ان کا احترام جس حد تک بڑھے گا۔ خداتعالیٰ کی محبت بھی بڑھتی جائے گی۔

(ابو سعید)

****

آج کی دعا

رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل:25)

ترجمہ: اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

یہ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدین کے حق میں خاص دعا ہے۔ پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز فرماتے ہیں۔

” مائیں ہی ہیں جو بچوں کی قسمت بدلا کرتی ہیں۔ آپ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں گی اور اعمال صالحہ بجالانے والی ہوں گی تو آپ کی نیک تربیت کو پھل لگیں گے۔ آپ کی زندگی میں بھی آپ کی اولاد آپ کی نیک نامی کا باعث بن رہی ہو گی اور مرنے کے بعد بھی والاد کی نیکیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرما رہا ہو گا۔ بچوں کو دعائیں جو اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہیں وہ اسی لئے ہیں۔ ایک دعا ہے! رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل:25)

کہ اے میرے رب! ان پرمہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔ پس یہ دعا ہمارے پیارے خدا نے یقیناً قبولیت کا درجہ دینے کے لئے سکھائی ہے۔ یقیناً ماں باپ کو ان کی تربیت پر ان کو اعلیٰ سرٹیفیکیٹ دینے کے لئے سکھائی ہے۔“

(قدسیہ محمود سردار)

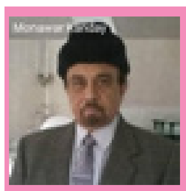

قرآن: مومنوں کا رہنما

اِس میں رب کا ہر کوئی فرمان ہے
یہ ہی ہادی ہے یہی فُرقان ہے
ہر مسلماں کا یہی ایمان ہے
مومنوں کا رہنما قرآن ہے

اہلِ دُنیا سے نہ رستہ پوچھئے
خود بھٹکتے ہیں وہ سِکّوں کے لئے
سورۂ الحمد پڑھ کر دیکھئے
راہ پانا کِس قدر آسان ہے
مومنوں کا رہنما قرآن ہے

دولتوں کے کارخانے ہیں بہت
سونے چاندی کے ٹھکانے ہیں بہت
یوں تو دُنیا میں خزانے ہیں بہت
بس ہدایت کی یہی اِک کان ہے
مومنوں کا رہنما قرآن ہے

وہ بشر ہی کفر سے مامون ہے
یاد قرآں کا جِسے مضمون ہے
اہلِ ایماں کا یہی قانون ہے
حق و باطل کی یہی پہچان ہے
مومنوں کا رہنما قرآن ہے

روشنی دیتا ہے اس کا ہر ورق
یہ ہی دیتا ہے زمانے کو سبق
ہاں یہی ہے دہر میں پیغامِ حق
دینِ احمدؐ کی یہی تو جان ہے
مومنوں کا رہنما قرآن ہے

منور احمد کنڈے۔یوکے

اردو ترجمہ اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بر موقع سالانہ کانفرنس احمدیہ مسلم میڈیکل ایسو سی ایشن یوکے
فرمودہ 30 نومبر 2019ء بروز ہفتہ بمقام مسرور ہال ،اسلام آباد، ٹلفورڈ، یُوکے

احمدی ڈاکٹرز اور حقیقی قربانی کی ضرورت

ہمارے ڈاکٹرز کے لیے کافی نہیں کہ وہ خدمت کے لیے صرف چند دن یا دوران سال چند ہفتوں کے لیے سفر اختیار کریں بلکہ قربانی کے لیے ایک دلی جذبہ اور اپنی زندگیوں میں سے وقت نکال کر انسانیت کی خدمت کے لیے ایک حقیقی خواہش کی ضرورت ہے۔

اخلاص اور محبت شعبہ ایمان ہے۔ اخلاق فاضلہ اسی کا نام ہے بغیر کسی عوض معاوضہ کے خیال سے نوع انسان سے نیکی کی جاوے۔ اسی کا نام انسانیت ہے

احمدی ڈاکٹرز کو اپنی مہارت صِرف دنیا کمانے یا مہارت کو مزید صیقل کرنے میں صرف نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ آپ میں سے ہر ایک اپنی زندگی میں سے لمبا عرصہ جماعت کی خدمت کے لیے قربان کرے

آپ لوگ انسانیت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اُس علم کو جو آپ نے حاصل کیا ہے اور اپنے ہنر کو استعمال کریں

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم میڈیکل ایسو سی ایشن یوکے ایک مرتبہ پھر اپنی سالانہ کانفرنس منعقد کر رہی ہے اور یہ بات واضح ہے کہ دوران سال بہت سے مفید منصوبوں پر کام ہوا ہے اور بہت سی کوششیں کی گئی ہیں۔ جیسا کہ آپ کی رپورٹ ظاہر کر رہی ہے کہ آپ نے ربوہ میں بعض ڈاکٹرز کو ٹریننگ دی ہے جو امراض نسواں (Gynaecology) کے شعبہ میں اور طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں بھی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ فضل عمر ہسپتال میں آپریشن تھیٹر(Operation theatre)کے لیے میڈیکل سامان اور گردوں میں پتھری ختم کرنے کے لیے Lithotripsy Machine بھی آپ نے بھجوائی ہے۔امسال میڈیکل ایسو سی ایشن یا ہیو مینٹی فرسٹ کے ذریعہ یوکے سے کل 36 احمدی ڈاکٹرز نے وقف عارضی کے لیے سفر اختیار کیااور پاکستان، ملائیشیا، گوئٹے مالا، گھانا اور گیمبیاوغیرہ میں خدمت کی۔

چند سال قبل احمدیہ مسلم میڈیکل ایسو سی ایشن نے آئیوری کوسٹ میں ہسپتال تعمیر کرنے کے لیے منصوبہ بندی کی تھی لیکن اس پر اٹھنے والی لاگت آپ کی استطاعت سے زیادہ تھی چنانچہ اب ہیومینٹی فرسٹ نے اس منصوبہ کی ذمہ داری لے لی ہے۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ میڈیکل ایسو سی ایشن نے یہ منصوبہ ہیومینٹی فرسٹ کے حوالہ کیا بلکہ یہ منصوبہ آپ کی استطاعت سے باہر تھا۔ اس لیے یہ میڈیکل ایسو سی ایشن سے لے کر ہیومینٹی فرسٹ کو دیا گیا۔

بہر حال گو کہ یہ ہسپتال اب میڈیکل ایسو سی ایشن کے تحت نہیں تعمیر ہو رہا لیکن پھر بھی آپ کو اس پراجیکٹ کے لیے جس حد تک ممکن ہو مالی امداد کے ذریعہ اپنی ذمہ داری ادا کرنی چاہیے۔

مزید بر آں آپ کی پچھلی کانفرنس میں میں نےآپ کو ہدایت دی تھی کہ شعبہ وقف نو کے ساتھ ملیں اور ایک منصوبہ بناکر واقفین نو کو طبّ(medicine) کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے ترغیب دلائیں،ان کی اس حوالے سے رہنمائی بھی کریں اور وقفِ نو میں میڈیکل کے طلباء اور ڈاکٹرز کی مدد بھی کریں۔ میں نے یہ ہدایت دی تھی کہ آپ انہیں Career guidance مہیا کریں اور جماعتی ضروریات کے مطابق انہیں مشورہ دیں کہ وہ کس فیلڈ میں تخصص کریں۔اسی طرح میں نے یہ بھی ہدایت دی تھی کہ آپ واقفین نَو کو متوجہ کریں کہ جب ان کی ضروری ٹریننگ مکمل ہو جائے اوروہ تجربہ حاصل کر لیں تو اپنے مقدس عہد کو پورا کریں جو انہوں نے کیا ہے کہ وہ جماعت کی خدمت کے لیے اپنی زندگی وقف کریں گے۔

افسوس کہ اس حوالہ سے بہت کم پیش رفت ہوئی ہے جس کے نتیجہ میں ہمارے ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی بہت کمی ہے۔مثلاً فضل عمرہسپتال ربوہ میں بچوں کے امراض کے ڈاکٹرز(paediatri-cians) کی کمی کی وجہ سےاکثر ہمیں مجبوراً مریضوں کو دوسرے ہسپتالوں میں بھیجنا پڑتا ہے۔اسی طرح امراض نسواں کے ڈاکٹرز کی بھی کمی ہے۔اس لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ یوکے سےبچوں کے ماہر ڈاکٹرز اور ماہرین امراض نسواں اوردوسرے ماہرین لمبی مدت کے لیے اپنی خدمات پیش کریں تاکہ وہ اس کمی کو دور کرنے میں مدد کر سکیں۔

ہمارے ڈاکٹرز کے لیے کافی نہیں کہ وہ خدمت کے لیے صرف چند دن یا دوران سال چند ہفتوں کے لیے سفر اختیار کریں بلکہ قربانی کے لیے ایک دلی جذبہ اور اپنی زندگیوں میں سے وقت نکال کر انسانیت کی خدمت کے لیے ایک حقیقی خواہش کی ضرورت ہے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ سب وہ کام کرنےکے لیے تیار ہیں جو دُور بیٹھ کر کیاجا سکتا ہو یا جس سے آپ کی روز مرہ زندگی پر اثر نہ پڑتا ہو۔ لیکن ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہمارے ڈاکٹرز متواتر لمبے عرصے کے لیے افریقہ اور خاص طور پر پاکستان کے ہسپتالوں میں جاکرخدمت کریں۔

الحمد للہ،بعض ایسے احمدی ڈاکٹرز ہیں جواس قربانی کےجذبہ کے ساتھ کام کررہے ہیں جس قربانی کی ضرورت ہے۔مثلاً امریکہ میں ایسے ڈاکٹرز ہیں جو باقاعدگی کے ساتھ لمبے عرصے کے لیے پاکستان میں طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں خدمت کے لیے جاتےہیں جس کی وجہ سے وہاں کے علاج کا معیار بہتر ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ڈاکٹر نے وہاں تین سال کام کیاہے اور وہ امریکہ سے پاکستان منتقل ہوگئے ہیں۔ میں حقیقت میں ان کے قربانی کےجذبہ کی قدر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ان پر فضل فرمائے۔

واقفین نَو کےحوالے سے ہمیں خاص طور پر بچوں کے امراض (Paediatric)، امراض نسواں (Gynaecology)اور جنرل سرجری کے شعبوں میں مستقل واقفین کی ضرورت ہے۔جونہی ان کی میڈیکل ٹریننگ کا عرصہ مکمل ہو جائے انہیں وقف کو نبھاتے ہوئے ایک مصمم ارادےکےساتھ اپنے آپ کو جماعت کے لیے پیش کرناچاہیے اورافریقہ یا پاکستان میں جماعت کے ہسپتالوں میں خدمت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ورنہ ان کا تحریک وقف نو میں شامل ہونےکا کوئی فائدہ نہیں۔

ایک بار پھر میں اس بات کی طرف تو جہ دلاتاہوں کہ یوکے میں آپ کے ممبرز اور دنیا بھر میں ڈاکٹرز کو جتنا وقت ممکن ہو وقف عارضی کے لیےنکالنا چاہیے جبکہ وقفِ نو ڈاکٹرز کو ٹریننگ مکمل کرتے ہی کلہ وقت کے لیے جماعت کی خدمت کے لیےاپنے آپ کو پیش کرنا چاہیے۔

ان مختصر الفاظ کے بعد میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ایک اقتباس پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپؑ افراد جماعت میں خدمت انسانیت کی کونسی مخلصانہ روح دیکھنا چاہتے تھے۔آپؑ فرماتے ہیں: ’’اخلاص اور محبت شعبہ ایمان ہے۔ اخلاق فاضلہ اسی کا نام ہے بغیر کسی عوض معاوضہ

کے خیال سے نوع انسان سے نیکی کی جاوے۔ اسی کا نام انسانیت ہے۔‘‘

آپؑ مزید فرماتے ہیں:’’خدا تعالیٰ ہر گز ضائع نہیں کرتا ان دلوں کو کہ ان میں ہمدردی بنی نوع ہوتی ہے۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ آپ کے لیے بطور مشعل راہ ہونے چاہئیں اور ہمیشہ آپ کے دل و دماغ میں راسخ رہنے چاہئیں۔

یہ الفاظ اس حقیقت کی طرف توجہ دلانےوالے ہونے چاہئیں کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہی آپ کو ایسا علم اورمہارت حاصل ہوئی ہے جس کے ذریعہ سے آپ انسانیت کی ایسے رنگ میں خدمت کرسکتے ہیں جو دوسرے نہیں کر سکتے۔ اس لیے آپ کو لازماً اپنی مہارت کو انسانیت کی تکلیفوں کوکم کرنے میں صَرف کرنا چاہیے۔ احمدی ڈاکٹرز کو اپنی مہارت صِرف دنیا کمانے یا مہارت کو مزید صیقل کرنے میں صَرف نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ اس بات کی اشد ضرورت ہےکہ آپ میں سے ہر ایک اپنی زندگی میں سے لمبا عرصہ جماعت کی خدمت کے لیے قربان کرے اور انسانیت کی خاطر اپنی صلاحیتوں اور ٹریننگ کو بروئے کار لائے۔صرف تب ہی آپ اپنی استعدادوں کے مطابق حقوق العباد کی بجا آوری کرنے والے ہوں گے اور صرف تب ہی آپ کاشمار ان لوگوں میں ہوگا جنہوں نے اعلیٰ اخلاقی معیاروں کو پایا جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے۔

آخر پر اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئےمیں صرف میڈیکل ایسوسی ایشن یوکے کے ممبران سے ہی مخاطب نہیں ہونا چاہتا بلکہ دنیا بھر میں احمدی ڈاکٹرز اور میڈیکل کے ماہرین سے بھی مخاطب ہونا چاہتا ہوں۔ آپ ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ لوگ انسانیت کی ضرورتوں کو پورا کرنےکے لیے اُس علم کو جو آپ نے حاصل کیا ہے اور اپنے ہنر کو استعمال کریں۔ جیسا کہ میں نے کہا صرف اپنے دنیاوی کیریئر کی طرف توجہ کرنے کی بجائے آپ کو اپنا وقت جماعت کی خاطر قربان کرناچاہیے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو انسانیت کی خاطر اپنی استعدادوں کے مطابق اپنے فرائض ادا کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام اور خلفائے احمدیت کی توقعات پراحسن رنگ میں پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔خاص طور پر میری دعا ہے کہ ایسےواقفین نَوجو ڈاکٹرز ہیں اس مقدس عہد کو پورا کرنے والے ہوں جو پہلے ان کے والدین نے کیا اور بعد میں انہوں نے اپنے آپ کو بے نفس ہونے کی روح کے ساتھ اور اپنی بقیہ زندگی انسانیت کی خدمت کے لیے دلی خواہش کے ساتھ خود اس عہد کی تصدیق کی۔

اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو جزا دے جو بے نفس ہو کر دوسروں کی خدمت کرنے کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو اس خالص نیت کے ساتھ ایسی خدمات کے لیے پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے انسانیت کے دکھوں کو کم کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی مسلسل کوششوں میں برکت ڈالے اور تمام اعلیٰ مقاصدمیں آپ کو کامیاب کرے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 3۔اپریل 2020ء)

ماں

میرے دل میں بسی، جسم و جاں میں بسی
جس کے سینے سے لپٹا رہا رات دن
میری خاطر وہ جاگی کئی رات دن
ہے یہ خواہش کہ اس کے قدم چوم لوں
ہے سراپا محبت مری ماں مجھے
جس نے ناز و ادا سے ہے پالا مجھے
میری ادنیٰ سی خواہش میں جاں جھونک دی
میں اگر آج کچھ ہوں اُسی کا تو ہوں
جس کی چاہت کا کوئی کنارا نہیں
اک عجب سلسلہ ہے محبت کا ماں
اِن محبت کی کڑیوں میں اِک میں بھی ہوں
دھوپ میں چھاؤں ہیں اُس کی یادیں مجھے
ایک تعویذ ہیں اُس کی باتیں مجھے
میرے تاریک گھر کا دیا میری ماں
مجھ کو تنویر، دل، آسرا میری ماں
میرا تن، من، ہے دھن اور جاں میری ماں
میرا گھر اور دھرم، آستاں میری ماں
میری ماں تیرے دکھوں کو جھیلوں گا میں
تیرے زخموں کو پلکوں سے سی لوں گا میں
اے خدا! میری ماں ہے مری زندگی
اے خدا! میری آنکھوں کی ماں روشنی
اے خدا میرے خوابوں کی تعبیر ماں
اے خدا! میرے جذبوں کی تعبیر ماں
اے خدا! اک کلی ہوں میں جس باغ کی
اُس بھرے باغ میں میرا مالی ہے ماں
میرے ماں باپ کو رکھ سلامت کہ میں،
تجھ سے کرتا ہوں یہ التجا اے خدا!

احمد منیب

حافظ مظفر احمد

قسط 6

قرآن کریم کی روحانی اور مادی تاثیرات

تسلسل کے لئے دیکھئے 4 مئی 2020

مادی تاثیرات آیات قرآنی

روحانی تاثیرات کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مادی تاثیرات بھی رکھی ہیں تا اس کی حقیقی روحانی تاثیرات پر دلیل ہوں اور اُن کے لئے جذب اور کشش کا موجب ہوں۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''خود اس راقم کے تجربہ میں بعض تاثیرات عجیبہ آیت قرآنی کی آچکی ہیں جن سے عجائبات قدرت حضرت باری جل شانہٗ معلوم ہوتے ہیں۔'' (سرمہٗ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد2ص100)

اسی طرح ایک صحابیٔ رسولؐ حضرت ابوسعید معلیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا کیا میں تمہیں قرآن کی سب سے عظیم سورت مسجد سے نکلنے سے پہلے نہ سکھاؤں پھر آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور جب ہم مسجد سے نکلنے لگے تو میں نے عظیم سورت بتانے کی بات یاد کروائی۔آپ نے فرمایا کہ وہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ہے۔یہی السبع المثانی(باربار دُہرائی جانیوالی آیات)اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل الفاتحۃ الکتاب)

سورة فاتحہ کی تاثیرات

سورہ فاتحہ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔یہ ایک بہترین جامع وکامل دُعا اور روحانی لحاظ سے اعلیٰ روحانی تاثیرات تو رکھتی ہی ہے۔اسے ہر بیماری سے شفاء اور دَم کرنیوالی سورت بھی بیان کیا گیا ہے۔حضرت عبداللہ بن جابرؓ سے روایت ہے کہ سورہ فاتحہ میں ہر چیز کی شفا ہے سوائے موت کے۔ (شعب الایمان جلد2ص449ذکر فاتحۃ الکتاب)

حضرت ابوسعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہؓ ایک سفر کے لئے روانہ ہوئے۔دورانِ سفر اُنہوں نے عرب کے ایک قبیلہ کے پاس پڑاؤ کیا اور اُن سے (عرب دستور کے مطابق)مہمان نوازی کا تقاضا کیا۔مگراُنہوں نے میزبانی سے انکار کیا۔دریں اثناء قبیلہ کے سردار کو کسی (زہریلی)چیز نے ڈس لیا۔اہلِ قبیلہ کے علاج سے توکوئی فائدہ نہ ہوا۔تب ان میں سے کسی نے کہا کہ تم اس قافلہ والوں کے پاس جاؤ شاید اُن میں سے کسی کے پاس کچھ(علاج)ہو۔چنانچہ وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے قافلے والو! ہمارے سردار کوکسی چیز نے ڈس لیا ہےہمارے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے تو ایک صحابی نے کہا۔ہاں خدا کی قسم میں دَم کرتا ہوں۔مگر ہم نے تم سے ضیافت طلب کی اور تم نے انکار کیا۔بخدا میں ہر گز تمہارے لئے دَم نہ کروں گا۔یہاں تک کہ تم ہمارے لئے کچھ انعام یا معاوضہ مقرر کرو۔چنانچہ اُنہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ دینے کا وعدہ کیا۔ وہ صحابی اس سردارپر سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھونکنے لگے۔اس کے نتیجہ میں ایسے لگا جیسے اس شخص کا بندھن کھول دیا گیا ہو(یعنی وہ اچھاہو گیا) اور اس طرح چلنے لگا جیسے اُسے کوئی تکلیف نہ تھی۔ اہلِ قبیلہ نے جو معاوضہ(یعنی بکریاں) اُن کے ساتھ طے کیاتھا وہ دےدیا۔ایک صحابی نے کہا کہ اسے باہم تقسیم کردو۔لیکن جس نے دَم کیا تھا اُس نے کہا کہ ابھی ایسا نہ کرو یہاں تک کہ ہم نبی کریمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس سارے واقعہ کا ذکر کرکے رہنمائی لیں کہ آپ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔چنانچہ اُنہوں نے رسول کریمﷺ کے پاس حاضر ہوکر اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے(دَم کرنیوالے سے)فرمایا کہ تمہیں کیسے پتہ لگا کہ یہ (سورۂ فاتحہ) دَم کرنے والی ہے۔پھر آپؐ نے فرمایا :تم نے ٹھیک کیا۔یہ بکریاں باہم تقسیم کرلو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی نکالو۔پھر رسول کریمﷺ ہنس پڑے۔

(بخاری کتاب الاجارۃ باب مایعطی فی الرقیۃ علی أحیاء العرب بفاتحۃ الکتاب)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''فاتحہ میں........وہ علاج موجود ہے کہ جو اس کے غیر میں ہر گز نہیں پایا گیا۔'' (براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد1ص406)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

''سورہ فاتحہ شفا ہے کہ اس میں تمام اُن وساوس کا ردّ ہے جو انسان کے دل میں دین کے بارہ میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ رُقۡیَۃ ہے کہ علاوہ دَم کے طور پر استعمال ہونے کے اس کی تلاوت شیطان اور اس کی ذریت کے حملوں سے انسان کو بچاتی ہے اور دل میں ایسی قوت پیدا کرتی ہے کہ شیطان کے حملے بےضرر ہو جاتے ہیں۔''

(تفسیر کبیر جلد1ص4)

سورہ فاتحہ کی ظاہری تاثیروبرکت کااپنا ایک تجربہ بیان کرتے ہوئےحضرت مولوی غلام رسول راجیکیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو مجھ پر ابتداء میں حسن ظن تھا۔ بلکہ قبولیت دُعا کے واقعات دیکھ کر اُن کی اہلیہ صاحبہ جو شیعہ مذہب رکھتی تھیں اُن کو بھی حسن ظن ہو گیا تھا اور اکثر دُعا کے لئے کہتی تھیں۔ ایک دفعہ اُن کا چھوٹا لڑکا بشیر حسین بعمر چھ سات سال سخت بیمار ہو گیا۔ڈاکٹر صاحب خود بھی توجہ سے اُس کا علاج کرتے تھے اور دوسرے ماہر طبیبوں سے بھی اُس کے علاج کا مشورہ کرتے تھے۔ لیکن بچے کی بیماری دن بدن بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ ایک دن اس کی حالت اس قدر نازک ہو گئی کہ ڈاکٹر صاحب اُس کی صحت سے بالکل مایوس ہو گئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ اُس کا وقت نزع آ چکا ہے گورکنوں کو قبر کھودنے کے لئے کہنے کے واسطے اور دوسرے انتظامات کیلئے باہر چلے گئے۔ اس نازک حالت میں ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے بڑے عجز و انکسار سے اور چشم اشکبار سے (روتے ہوئے) مجھے بچہ کیلئے دُعا کے واسطے کہا۔میں اُن کے الحاح اور عاجزی سے بہت متاثر ہوا اور میں نے یہ پوچھا کہ رونے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ اُنہوں نے بتایا کہ بعض رشتہ دار عورتیں اندر بشیر کی مایوس کن حالت کے پیش نظر اظہار غم و الم کر رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ میں دُعا کرتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ آپ سب بشیر کی چارپائی کے پاس سے دوسرے کمرے میں چلی جائیں اور بجائے رونے کے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا میں لگ جائیں اور بشیر حسین کی چارپائی کے پاس جائے نماز بچھا دی جائے تا میں دُعا میں اور نماز میں مشغول ہو جاؤں تو بشیر حسین کی والدہ نے اس کی تعمیل کی۔ کہتے ہیں کہ مجھے اُس وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا بیان فرمودہ قبولیتِ دُعا کا گر یاد آ گیا اور کمرے سے باہر نکل کر کیلیانوالی سڑک کے کنارے جا کھڑا ہوا۔ اور ضعیف اور بوڑھی غریب عورت کو جو وہاں سے گزر رہی تھی آواز دے کر بُلایا۔ اس کی جھولی میں روپیہ ڈالتے ہوئے اُسے صدقہ کو قبول کرنے اور مریض کیلئے جن کے واسطے صدقہ دیا تھا دُعا کرنے کیلئے درخواست کی۔ اس کے بعد میں فوراً مریض کے کمرے میں واپس آ کر نماز و دُعا میں مشغول ہو گیا اور سورہ فاتحہ کے لفظ لفظ کو خداتعالیٰ کی خاص توفیق سے حصولِ شفا کے لئے رِقّت اور تضرّع سے پڑھا۔ اس وقت میری آنکھیں اَشکبار اور دِل رقّت اور جوش سے بھرا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ ہی مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی شانِ کریمانہ کا جلوہ ضرور دکھائے گا۔ کہتے ہیں کہ پہلی رکعت میں میں نے سورہ یٰسین پڑھی اور رکوع و سجود میں بھی دُعا کرتا رہا۔ جب میں ابھی سجدے میں ہی تھا کہ بشیر حسین چار پائی پر اُٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ میرے شاہ جی کہاں ہیں؟ میری ماں کہاں ہے؟ میں نے اُس کی آواز سے سمجھ لیا کہ دُعا کا تیر نشانے پر لگ چکا ہے اور باقی نماز اختصار سے پڑھ کر سلام پھیرا۔ میں نے بشیر حسین سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اُس نے کہا میں نے پانی پینا ہے۔ اتنے میں بشیر کی والدہ آئیں اور مجھے باہر سے ہی کہنے لگیں کہ مولوی صاحب آپ کس سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ اندر آئیں اور جب وہ پردہ کرکے کمرے میں آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ عزیز بشیر چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگ رہا ہے۔ تب انہوں نے اللہ کا بہت شکر کیا اور بچے کو پانی پلایا۔ (حیات قدسی جلد پنجم صفحہ31،32)

یہاں ضمناً یہ وضاحت مناسب ہے کہ بے شک قرآن کریم کے ایک ایک حرف اور نکتہ میں روحانی و مادی تاثیرات ہیں لیکن ان کے لئے جن کا اس پاک کلام پر ایمان کے ساتھ ساتھ عمل بھی ہو۔آیاتِ قرآنی کے ذریعہ دَم یا دُعا کو تعویذ گنڈے کے لئےجواز بنانا ہر گز جائز نہیں۔بےشک تعویذ کے طور پر کوئی قرآنی یامسنون دُعا یا دُعائیہ جملہ لکھ کر دینا جائز ہے لیکن ایک تو اس کو رواج دینا مستحسن نہیں دوسرے اصل چیز انسان کا اپنے اعمال میں پاک تبدیلی پیدا کرنا، صدقہ دینا، دُعا اور استغفار کرنا ہے ۔

حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نےاس بارہ میں یہ وضاحت فرمائی ہے کہ

'' دُعا کو چھوڑ کر تعویذ گنڈوں کی طرف جانا حد سے زیادہ جہالت ہے۔یہ تاریک زمانے کی پیداوار باتیں ہیں اور ایسی قوموں کو دُعا سے ہٹا کر جادو منتر وغیرہ کی طرف منتقل کر دیتی ہیں۔یہ کہہ دینا کہ رسول اکرم ﷺ نے دَم کی اجازت دی، یہ ایک بالکل الگ بات ہے۔ تعویذ گنڈے کا معاشرہ پیدا کرنا بالکل الگ بات ہے۔ آنحضرتﷺ کے زمانے میں ایسا ہر گزیہ کوئی معاشرہ نہیں تھا۔دُعا ہی کا معاشرہ تھا اور جس دَم کی بات کرتے ہیں اس میں سورۃ فاتحہ بطور دُعا استعمال ہوتی ہے اور وہ اب بھی اسی طرح جائز ہے فاتحہ کو دُعا کے طور پر آپ چاہے پانی پر پڑھ کے دَم کریں اور نفسیاتی لحاظ سے اس کو برکت کے لئے دے دیں۔اس حد تک تو کوئی ہرج نہیں ہے۔لیکن تعویذ گنڈے ....تو بہت خطرناک بیہودہ رسم ہے۔جوروشنی سے اندھیروں کی طرف لے جانے والی ہےاور حضرت مسیح موعودؑ کے آنے کے مقاصد کے بالکل برعکس تحریک ہے۔بالکل برعکس جماعت کا رُخ موڑنے والی بات ہے۔'' (الفضل 4 دسمبر 2002ء)

سورة البقرہ کی ظاہری تاثیرات

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ اوروہ گھر جس میں سورۃ البقرہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔

(ترمذی کتاب افضائل القرآن فضل سورہ البقرہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات جو قرآن بھی ہیں اور وہ دونوں تسکین اور شفا دیتی ہیں اور وہ دونوں اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری ہیں۔

(الاتقان فی علوم القرآن جلد2ص436)

آیۃ الکرسی،سورۂ یونس کی آیت اور معوذتین کی تاثیرات

حضرت فاطمۃؓ الزہراءسے روایت ہے کہ جب اُن کے ہاں ولادت کا وقت قریب آیا تو رسول کریمﷺ نے اپنی ازواج حضرت امّ سلمہؓ اور حضرت زینبؓ بنت جحش کو بُلوا یا اورفرمایا کہ وہ حضرت فاطمہؓ کے پاس جائیں اور آیۃ الکرسی اوراِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ (یونس:4)یقیناً تیرا ربّ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایااور معوّذتین(یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر اُنہیں دَم کریں۔

(اسنی المطالب جلد7ص36۔ذکر وتذکیر جلد1ص55)

سورۃ البقرہ کی آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کی تاثیر

اس آیت میں اُن صبر کرنے والوں کا اجر بیان ہوا ہے جو مصیبت نازل ہونے پر اپنا معاملہ اِنَّا لِلّٰہِ کہہ کر خدا کے سپرد کرتےاور راضی برضا ہوجاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے اس آیت کے بعد اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ رَحۡمَۃٌ ۟ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ (البقرۃ 158) میں بیان شدہ اجرِ الٰہی پر کیا خوب تبصرہ فرمایاکہ کیا ہی اچھے سواری کے دونوں طرف کے تھیلےاور بیچ کابوجھ ہے۔یعنی سورۃ البقرہ کی اس آیت میں جوخوشخبری سنائی ہے کہ جولوگ مصیبت آنے پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھتے ہیں کہ ہم اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ایسے لوگوں پر اُن کے ربّ کی طرف سے بطور انعام ایک توصلوات ہیں دوسرے رحمتیں تیسرے یہی لوگ ہدایت پانیوالے ہیں۔

(بخاری کتاب الجنائز باب الصبر عند الصدمة)

حضرت عمرؓ صبر کے عوض ان تین انعامات کی خوبصورت تصویر کشی کرتے ہوئے اس کی مثال ایسے لدےہوئے اُونٹ سے دیتے تھے جس کے دائیں پہلو میں صلوات یعنی رحمتیں اور بائیں طرف مزید رحمتیں اور برکتیں اوردرمیان میں ہدایت کا اجر لدا ہوا ہے۔

حضرت سعید بن المسیب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا۔اس پر آپؓ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ(البقرہ:157) پڑھا کہ ہم اللہ کے ہی ہیں اور اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا اے امیر المؤمنین!کیا آپؓ اپنی جوتی کا تسمہ(گم ہونے) پر بھی اِنَّا لِلّٰہ پڑھتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا:(بات یہ ہے کہ) مومن کو جب بھی کوئی ناپسندیدہ بات درپیش آتی ہے تو وہ مصیبت ہی ہوتی ہے(اور ایسے موقع پر راضی برضا ہوکر اِنَّا لِلّٰہ کہنا چاہئے)۔
(کنز العمال جلد3ص751)

یہ بھی تجربہ میں آیا ہے کہ گمشدہ چیز پر صدقِ دل سے یہ آیت پڑھنے کی برکت سے وہ چیز یا اس کا نعم البدل عطا ہوتا ہے۔

آیۃ الکرسی کی برکات

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۃ البقرہ میں ایسی آیت ہےجو قرآن کی سردار ہے وہ جس گھر میں بھی پڑھی جائےاس سے شیطان نکل بھاگتا ہے وہ آیۃ الکرسی ہے۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل سورۃ البقرۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے میرے ذمہ رمضان میں اموالِ زکوٰۃ(غلّہ) کی حفاظت کا کام سونپا۔ کوئی شخص آیا اور اس غلّہ میں سے نکالنے لگا۔میں نے اُسے پکڑ لیا اور اُسے کہا کہ میں تجھے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے کر جاتا ہوں۔اس پر اُس نے کہا میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں جب تم بستر پہ جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو۔اللہ تمہاری ہمیشہ حفاظت فرمائے گا اور شیطان صبح تک تمہارے پاس بھی نہ پھٹکے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کی بات سنی تو فرمایا: اس نے یہ بات سچ کہی لیکن وہ جھوٹا شیطان تھا۔
(بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل البقرۃ)

آیت الکرسی وسورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کی تاثیر

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نےمصیبت کے وقت آیۃ الکرسی اورسورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات پڑھیں اللہ تعالیٰ اُسے اس مصیبت سے بچا لے گا۔
(عمل الیوم واللیلۃ جلد2ص154)

سورۃ فاتحہ، البقرہ، آل عمران اوربعض دیگرآیات کی ظاہری برکت

حضرت عبدالرحمان بن ابولیلیٰؓ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بدوآیا اور عرض کی کہ میرا بھائی بیمار ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تیرے بھائی کوکیا بیماری ہے؟اُس نے کہا، اسے آسیب(یعنی بدروح کااثر) ہے۔آپؐ نے فرمایا: اسے میرے پاس لےکر آؤ۔ وہ جاکر اُسے لے آیا توآپؐ نے اُسے اپنے سامنے بٹھا لیا۔ میں نے آپؐ کو درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت کرکےاس شخص پر دم کرتے ہوئے سنا۔جس کے بعد وہ دیہاتی تندرست ہو کر ایسے کھڑا ہوا کہ تکلیف کا کچھ اثر بھی باقی نہ تھا۔
(ابن ماجہ کتاب الطب باب الفزع والارق ومایتعوذمنہ)

اس دم میں قرآن کریم کے دس مقامات تھے جن میں فاتحہ،بقرہ کی ابتدائی آیات اور آیت163،آیۃ الکرسی،سورۃ بقرہ کی آخری تین آیات،آل عمران کی آیت:19،الاعراف کی آیت:55،المومنون کی آیت:118،الجن کی آیت : 4، الصافات کی ابتدائی دس آیات،سورہ الحشر کی آخری تین آیات اور آخری تین سورتیں شامل ہیں۔جن کو بالترتیب مع ترجمہ درج کیا جارہا ہے۔(یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان سب آیات کا مضمون توحید باری، صفات الٰہیہ،مومن کی صفات کے علاوہ قرآن شریف کی جامع دعاؤں پر مشتمل ہے جو بلاشبہ ایک کامل دم اوردعاہے۔)اوروہ بالترتیب یہ ہیں۔

سورۃ فاتحہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۞ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۞ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۞ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۞ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ۞

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنیوالا،بن مانگے دینے والا(اور) بار بار رحم کرنے والاہے۔تمام حمد اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔بے انتہا رحم کرنیوالا،بن مانگے دینے والا(اور) بار بار رحم کرنے والاہے۔جزاسزاکےدن کا مالک ہے۔تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔اُن لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

سورۃ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ الٓمّٓ ۞ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۞ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۞ وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ وَبِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ۔(البقرہ:1تا5)

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنیوالا،بن مانگے دینے والا(اور)بار بار رحم کرنے والاہے۔میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔یہ ’’وہ‘‘ کتاب ہے۔اس میں کوئی شک نہیں۔ہدایت دینے والی ہے متّقیوں کو۔جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم اُنہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

سورۃ بقرہ کے درمیان سے دو آیات وَاِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ(البقرہ : 163)یعنی اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔کوئی معبود نہیں مگر وہی رحمان(اور) رحیم

اور آیۃ الکرسی اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۚ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوۡمٌ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ؕ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَمَا خَلۡفَہُمۡ ۚ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ۚ وَلَا یَـُٔوۡدُہٗ حِفۡظُہُمَا ۚ وَہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۔(البقرہ : 256)

اللہ!اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ہمیشہ زندہ رہنے والا(اور) قائم بالذات ہے۔اُسے نہ تو اونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔اُسی کیلئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔کون ہے جواُس کے حضور شفاعت کرے مگر اُس کے اذن کے ساتھ۔وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہےاور وہ اس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کرسکتے مگر جتنا وہ چاہے۔اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور دونوں کی حفاظت اُسے تھکاتی نہیں اور وہ بہت بلند شان(اور) بڑی عظمت والا ہے۔

سورۃ بقرہ کی آخری تین آیات

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡہُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِہِ اللّٰہُ ؕ فَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۞ اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّہٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ ۟ وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ٭۫ غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ ۞ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا ؕ لَہَا مَا کَسَبَتۡ وَعَلَیۡہَا مَا اکۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ٝ وَاغۡفِرۡ لَنَا ٝ وَارۡحَمۡنَا ٝ اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ (البقرہ:285تا287)

اللہ ہی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔اور خواہ تم اُسے ظاہر کروجو تمہارے دلوں میں ہے یااُسے چھپاؤ،اللہ اس کے بارہ میں تمہارا محاسبہ کرے گا۔پس جسے وہ چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔رسول اُس پر ایمان لے آیا جو اُس کے ربّ کی طرف سے اُس کی طرف اُتارا گیا اور مومن بھی۔(ان میں سے) ہر ایک ایمان لے آیا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر(یہ کہتے ہوئے کہ) ہم اُس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کریں گے۔اور اُنہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔تیری بخشش کے طلبگار ہیں۔اے ہمارے ربّ!اور تیری طرف ہی لوٹ کرجانا ہے۔

اللہ کسی جان پر اُس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔اُس کے لئے ہے جو اُس نے کمایا اور اُس کا وبال بھی اسی پر ہے جو اس نے(بدی کا)اکتساب کیا۔اے ہمارے ربّ!ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائےاور اے ہمارے ربّ! ہم پرایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر(اُن کے گناہوں کے نتیجہ میں) تو نے ڈالااور اے ہمارے ربّ! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہواور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دےاور ہم پر رحم کر۔تو ہی ہمارا والی ہے۔پس ہمیں کافر قوم کے مقابل پر نصرت عطا کر۔

آل عمران کی آیت شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۙ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًۢا بِالۡقِسۡطِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ(آل عمران:19) یعنی اللہ انصاف پر قائم رہتے ہوئے شہادت دیتا ہے کہ اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور فرشتے بھی اور اہلِ علم بھی(یہی شہادت دیتے ہیں)۔کوئی معبود نہیں مگر وہی کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا۔

سورہ اعراف کی آیت اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ۟ یُغۡشِی الَّیۡلَ النَّہَارَ یَطۡلُبُہٗ حَثِیۡثًا ۙ وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ وَالنُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمۡرِہٖ ؕ اَلَا لَہُ الۡخَلۡقُ وَالۡاَمۡرُ ؕ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الاعراف:55)یقیناً تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیاپھر اس نے عرش پر قرار پکڑا۔وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے جبکہ وہ اُسے جلد جلد طلب کررہا ہوتا ہےاور سورج اور چاند اور ستارے(پیدا کئے)جو اُس کے حکم سے مسخر کئے گئے ہیں۔خبردار!پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکمت بھی۔بس ایک وہی اللہ برکت والا ثابت ہوا جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

سورہ مومنون کی یہ آیت وَمَنۡ یَّدۡعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرۡہَانَ لَہٗ بِہٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الۡکٰفِرُوۡنَ (المومنون : 118)اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو یقیناً اس کا حساب اس کے ربّ کے پاس ہے۔یقینا! کافر کامیاب نہیں ہوتے۔

سورہ جن کی آیت وَّاَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا (الجن :4)اور(کہا)کہ یقیناً ہمارے ربّ کی شان بلند ہے۔اُس نے نہ کوئی بیوی اپنائی اور نہ کوئی لڑکا۔

سورہ صافات کی ابتدائی دس آیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۞ فَالزّٰجِرٰتِ زَجۡرًا ۞ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکۡرًا ۞ اِنَّ اِلٰـہَکُمۡ لَوَاحِدٌ ۞ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا وَرَبُّ الۡمَشَارِقِ ۞ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِزِیۡنَۃِ ۣالۡکَوَاکِبِ ۞ وَحِفۡظًا مِّنۡ کُلِّ شَیۡطٰنٍ مَّارِدٍ ۞ لَا یَسَّمَّعُوۡنَ اِلَی الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰی وَیُقۡذَفُوۡنَ مِنۡ کُلِّ جَانِبٍ ۞ دُحُوۡرًا وَّلَہُمۡ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۞ اِلَّا مَنۡ خَطِفَ الۡخَطۡفَۃَ فَاَتۡبَعَہٗ شِہَابٌ ثَاقِبٌ (الصافات:1تا10)

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنےوالا،بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والاہے۔قطار در قطار صف بندی کرنے والی(فوجوں)کی قسم ۔ پھر ان کی جو للکارتے ہوئے ڈپٹنے والیاں ہیں۔پھر ذکر بلند کرنے والیوں کی۔یقیناً تمہارا معبود ایک ہی ہے۔آسمانوں کا بھی ربّ ہے اور زمین کا بھی اور اُس کا بھی جو ان دونوں کے درمیان ہے اور تمام مشرقوں کا رب ہے۔یقیناً ہم نے نزدیک کے آسمان کو ستاروں کے ذریعہ ایک زینت بخشی اور (یہ)حفاظت کے طور پر ہے ہر دھتکارے ہوئے شیطان سے۔وہ ملاء اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکیں گے اور ہر طرف سے پتھراؤ کئے جائیں گے۔اس حال میں کہ دھتکارے ہوئے ہیں اور ان کے لئے چمٹ جانے والا عذاب(مقدر)ہے۔سوائے اُس کے جو کوئی آدھ بات اُچک لے تو اُس کا بھی ایک روشن شُعلہ تعاقب کرے گا۔

سورہ حشر کی آخری تین آیات

ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ ۚ ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ۞ ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُہَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَکَبِّرُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ۞ ہُوَ اللّٰہُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ وَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔(الحشر:23تا25)

وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔غیب کا جاننے والا ہےاورحاضر کا بھی۔وہی ہے جو بن مانگے دینے والا،بے انتہا رحم کرنے والا(اور)بار بار رحم کرنے والاہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔وہ بادشاہ ہے،پاک ہے،سلام ہے،امن دینے والا ہے،نگہبان ہے،کامل غلبہ والاہے،ٹوٹے کام بنانے والاہے(اور)کبریائی والا ہے۔پاک ہے اللہ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔ وہی اللہ ہے جو پیدا کرنے والا،پیدائش کا آغاز کرنے والا اور مصور ہے۔تمام خوبصورت نام اُسی کے ہیں۔اُسی کی تسبیح کررہا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ کامل غلبہ والا(اور)صاحبِ حکمت ہے۔

(باقی آئندہ)

ظہورالہٰی توقیر

رمضان کا تیسرا عشرہ آگ سے آزادی اور اس کی مناسبت سے بعض دعائیں جو قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ میں مذکور ہیں

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے رمضان کے تیسرے حصے یا تیسرے عشرہ کا نام عِتْقٌ مِّنَ النَّار فرمایا ہے یعنی وہ عشرہ جو آگ سے آزادی دلانے والا ہے۔ اس میں انسان اپنے آپ کودوزخ سے دور کر سکتا ہے، آگ سے بچا سکتا ہے اور ایسے اعمال بجا لا سکتا ہے جن کا نتیجہ جنت اور خداتعالیٰ کی رضامندی کا حصول ہے۔رمضان کے اس آخری عشرہ کے حوالہ سے قرآن کریم اور احادیث میں جو دعائیں بیان ہوئیں ہیں ان میں سے بعض پیش ہیں۔

آگ سے آزادی کے حصول کے لئے قرآن کریم میں مذکور دعائیں

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی دعا یوں بیان ہوئی ہے:

- رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(البقرہ:202)

اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی حَسَنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حَسَنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

مومنین کی ایک دعا یوں بیان ہوئی ہے۔

- رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعۡفُ عَنَّا وَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ۔

(البقرہ:287)

اے ہمارے ربّ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر(ان کے گناہوں کے نتیجہ میں) تُو نے ڈالا اور اے ہمارے ربّ! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تُو ہی ہمارا والی ہے پس ہمیں کافر قوم کے مقابل پر نصرت عطا کر۔

اللہ کے بندوں کی ایک دعا یوں بیان ہوئی ہے۔

- رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔(آل عمران 17)

اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

صاحبِ عقل لوگوں کی ایک دعا یوں بیان ہوئی ہے۔

- اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَہٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ۔ (آل عمران 191تا193)

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحبِ عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غوروفکر کرتے رہتے ہیں (اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے ربّ! تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔پاک ہے تُو پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے ربّ! جسے تُو آگ میں داخل کردے تو یقیناً اُسے تُو نے ذلیل کر دیا اور ظالموں کے کوئی مددگار نہیں ہوں گے۔

آگ میں داخل ہونے والی امتوں کی ایک دعا یوں بیان ہوئی ہے۔

- قَالَ ادۡخُلُوۡا فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ فِی النَّارِ کُلَّمَا دَخَلَتۡ اُمَّۃٌ لَّعَنَتۡ اُخۡتَہَا حَتّٰۤی اِذَا ادَّارَکُوۡا فِیۡہَا جَمِیۡعًا قَالَتۡ اُخۡرٰٮہُمۡ لِاُوۡلٰٮہُمۡ رَبَّنَا ہٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوۡنَا فَاٰتِہِمۡ عَذَابًا ضِعۡفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِکُلٍّ ضِعۡفٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَعۡلَمُوۡنَ۔ وَقَالَتۡ اُوۡلٰٮہُمۡ لِاُخۡرٰٮہُمۡ فَمَا کَانَ لَکُمۡ عَلَیۡنَا مِنۡ فَضۡلٍ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡسِبُوۡنَ۔ (الاعراف:39-40)

(تب) وہ (اُن سے) کہے گا کہ ان قوموں کے ساتھ جو جن وانس میں سے تم سے پہلے گزر گئی ہیں تم بھی آگ میں داخل ہو جاؤ جب بھی کوئی امت داخل ہوگی وہ اپنی ہم قماش امّت پر لعنت بھیجے گی یہاں تک کہ جب وہ سب کے سب اس میں اکٹھے ہو جائیں گے تو ان میں سے بعد میں آنے والی اپنے سے پہلی کے بارہ میں کہے گی اے ہمارے ربّ! یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا پس ان کو آگ کا دوہرا عذاب دے وہ کہے گا کہ ہر ایک کو دوہرا (عذاب) ہی مل رہا ہے لیکن تم جانتے نہیں۔ اور ان میں سے پہلی (جماعت) دوسری سے کہے گی تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں تھی پس عذاب چکھو بسبب اس کے جو تم کسب کیا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کی ایک دعا یوں بیان ہوئی ہے۔

- رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ۔ (ابراہیم 41-42)

اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔ اے ہمارے ربّ! مجھے بخشش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہوگا ۔

حضرت ابراہیمؑ کی ایک اور دعا یوں بیان ہوئی ہے۔

- رَبِّ ہَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ وَاغۡفِرۡ لِاَبِیۡۤ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیۡنَ وَلَا تُخۡزِنِیۡ یَوۡمَ یُبۡعَثُوۡنَ یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ۔ (الشعراء 84تا90)

اے میرے ربّ! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر ۔ اور میرے لئے آخرین میں سچ کہنے والی زبان مقدّر کر دے ۔ اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔ اور میرے باپ کو بھی بخش دے یقیناً وہ گمراہوں میں سے تھا۔ اور مجھے اُس دن رُسوا نہ کرنا جس دن وہ (سب) اٹھائے جائیں گے۔ جس دن نہ کوئی مال فائدہ دے گا اور نہ بیٹے۔ مگر وہی (فائدہ میں رہے گا) جو اللہ کے حضور اطاعت شعار دل لے کر حاضر ہوگا ۔

آگ سے آزادی کے حصول کے لئے احادیث نبویہ میں مذکور نبی کریم ﷺ کی بعض دعائیں

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں دعا کیا کرتے تھے۔

- اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا، وَفِتْنَةِ المَمَاتِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنَ المَأْثَمِ وَالمَغْرَمِ۔

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے ۔ اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے۔ اور تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی کے فتنہ سے اور موت کے فتنہ سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں گناہ سے اور مالی بوجھ سے۔

کسی کہنے والے نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا آپؐ اس قدر کثرت سے کیوں مالی بوجھ سے پناہ طلب کرتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: جب آدمی پر مالی بوجھ پڑتا ہے تو جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب الدعاء قبل السلام حدیث نمبر 832)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو یہ دعا سکھاتے تھے جیسے آپؐ انہیں قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ کہو۔

- اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

اے اللہ ہم تیری پناہ میں آتے ہیں جہنم کے عذاب سے۔ اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے۔ اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب مایستعاذ منہ فی الصلاۃ، حدیث نمبر590)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا اور ان سے کہا اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے ۔ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے قبر کے عذاب کے بارہ میں پوچھا توآپؐ نے فرمایا: ہاں قبر کا عذاب ہوگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپؐ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور قبر کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر، حدیث نمبر 1372)

حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پڑھایا تو میں نے آپؐ کی دعا یاد کرلی۔ آپؐ کہہ رہے تھے۔

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ - أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔

اے اللہ! اس کو بخش دے ۔ اس پر رحم کر،اس کو عافیت سے رکھ اور اس سے درگزر کر اور اس کی باعزت مہمانی فرما۔ اور اس کے داخل ہونے کی جگہ کو وسیع کر دے اور اسے پانی اور برف اور اَولوں سے دھو دے اور اسے بدیوں سے صاف کردے جیسے ایک سفید کپڑے کو تو آلودگی سے صاف کرتا ہے ۔اور اسے بدلے میں اس کے گھر سے بہتر گھر دے اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے عطا کر اور اس کے ساتھی سے بہتر ساتھی دے۔ اور اس کو جنت میں داخل کر اور اس کو قبر کے عذاب سے پناہ دے یا کہا آگ کے عذاب سے۔

(راوی) کہتے ہیں یہانتک کہ مجھے خواہش ہوئی کہ کاش وہ مرنے والا میں ہوتا۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ حدیث نمبر 963)

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے۔

- اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنَ الكَسَلِ وَالهَرَمِ، وَالمَغْرَمِ وَالمَأْثَمِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ القَبْرِ وَعَذَابِ القَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الغِنَى، وَشَرِّ فِتْنَةِ الفَقْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِی مِنَ الخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِی وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ المَشْرِقِ وَالمَغْرِبِ۔

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں سستی اور بڑھاپے سے اور چٹی اور گناہ سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے اور آگ کے فتنہ سے اور قبر کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے اور امیری کے فتنہ کے شر سے اور محتاجی کے فتنہ کے شر سے اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو برف کے پانی اور ٹھنڈک سے دھو ڈال اور میرے قلب کو خطاؤں سے یوں صاف کر دے جیسے سفید کپڑا گندگی سے دھویا جاتا ہے۔ اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان دوری پیدا کر دے جیسا کہ تُو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری پیدا کی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الاستعاذہ من ارذل العمر حدیث 6375)

حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ جب شام کرتے تو آپؐ کہتے۔

● أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ - أُرَاهُ قَالَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

ہم نے شام کی اور بادشاہت اللہ کے لئے ہو گئی۔ اور ہر قسم کی تعریف کا مستحق اللہ ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ (راوی نے کہا) میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ نے فرمایا: اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے جس کا وہ ارادہ کرے۔ میں تجھ سے وہ خیر طلب کرتا ہوں جو اس رات میں ہے اور وہ خیر جو اس کے بعد ہے۔ اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس رات کے شَر سے اور اس شر سے جو اس کے بعد ہے۔ اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں سستی اور بڑھاپے کی تکلیف سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔

اور جب آپؐ صبح کرتے تو آپؐ یہ بات پھر کہتے اور کہتے۔

ہم نے صبح کی اور بادشاہت اللہ کے لئے ہو گئی۔ اور ہر قسم کی تعریف کا حقدار اللہ ہے۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح واذا امسی، حدیث نمبر 3390)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ کہتے۔

● اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَزِدْنِي عِلْمًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔

اے اللہ! مجھے فائدہ دے اس کے ذریعہ جو تُو نے مجھے سکھایا۔ اور مجھے علم عطا فرما جو مجھے فائدہ دے۔ اور مجھے علم میں بڑھا۔ اور اللہ ہی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے ہر حال میں۔ اور میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب دعاء رسول اللہ ﷺ، حدیث نمبر 3833)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

● اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ۔

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے۔ اور تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے۔ اور تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے۔

(سنن النسائی کتاب الجنائز باب التعوذ من عذاب القبر، حدیث نمبر 2060)

ابونَضرہ بیان کرتے ہیں حضرت ابنِ عباسؓ بصرہ کے لوگوں کے منبر پر تھے کہ میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا یقیناً اللہ کے نبی ﷺ ہر نماز کے بعد چار چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپؐ کہتے۔

● أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ، مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْاَعْوَرِ الْكَذَّابِ۔

میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں قبر کے عذاب سے۔ اور میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں آگ کے عذاب سے۔ اور میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں فتنوں سے جو اُن میں سے ظاہر ہو گئے اور جو پوشیدہ ہیں۔ اور میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں اندھے اور جھوٹے کے فتنہ سے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 292 حدیث نمبر 2667)2778

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا نبی ﷺ نے چار یا دو رکعت نماز نہیں پڑھی مگر میں نے آپؐ کو دعا کرتے ہوئے سنا۔

● اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الصَّدْرِ وَسُوءِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور سینے کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کی تکلیف سے۔

(صحیح ابن حبان کتاب الرقائق باب الاستعاذۃ، ذکر الخصال التی یستحب للمرء فی التعوذ، حدیث نمبر 1002)

عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں سنا اور وہ فرض نماز نہ تھا (یعنی نوافل تھے) ۔ جب آپؐ آگ کے ذکر پر آتے تو کہتے۔

● أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَيْلٌ لِاَهْلِ النَّارِ۔

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے۔ ہلاکت ہے آگ والوں کے لئے۔

(المعجم الکبیر جلد 7 صفحہ 79 ثابت البنانی عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ انہیں بخار اور ہر قسم کی دردوں اور تکلیفوں میں سکھایا کرتے تھے کہ وہ لوگ یہ کہا کریں:

● بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ، مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔

اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت بلند شان والا ہے۔ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں جو بہت عظمت والا ہے، جوش مارنے والی رگ سے اور آگ کی حرارت کے شر سے ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب ما یعوذ بہ من الحمی حدیث نمبر 3526)

حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور اس نے کہا یقیناً قبر کا عذاب پیشاب کی وجہ سے ہو گا۔ میں نے کہا تُو نے جھوٹ کہا۔ اس نے کہا کیوں نہیں۔ ہم پیشاب کی وجہ سے چمڑا اور کپڑا کاٹتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے تو ہماری آوازیں بلند ہو گئیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے آپؐ کو بتایا جو اس عورت نے کہا تو آپؐ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ پھر آپؐ نے اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی مگر نماز کے بعد آپؐ نے کہا۔

● رَبِّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ أَعِذْنِي مِنْ حَرِّ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ

جبرائیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرائیلؑ کے رب مجھے محفوظ رکھ آگ کی حرات سے اور قبر کے عذاب سے۔

(سنن النسائی کتاب السہو باب نوع آخر من الذکر والدعاء بعد التسلیم، حدیث نمبر 1345)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ کی کیا رائے ہے، اگر مجھے معلوم ہو کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو اس میں میں کیا کہوں؟ آپؐ نے فرمایا تم کہو۔

● اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔

اے اللہ! یقیناً تو بہت زیادہ عفو و درگزر کرنے والا ہے اور تُو عفوو درگزر کو پسند کرتا ہے پس تُو مجھ سے عفو اور درگزر سے کام لے۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب نمبر 88/84 حدیث نمبر 3513)

حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا رسول اللہ ﷺ کو ایک روز میں نے بستر پر نہ پایا تو میں آپؐ کی تلاش میں نکلی۔ میرا ہاتھ آپؐ کے پاؤں کے اندرونی حصہ پر لگا- اور آپؐ مسجد میں تھے- اور دونوں پاؤں کھڑے رخ تھے۔ آپؐ کہہ رہے تھے:۔

● اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ۔

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں تیری رضامندی میں تیری ناراضگی سے۔ اور تیری عافیت میں تیری سزا سے۔ اور میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں تیرے ذریعہ۔ میں تیری تعریف کا شمار نہیں کر سکتا ۔ تو اُس طرح ہے جیسا کہ تُو نے اپنی ذات کی تعریف بیان فرمائی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب ما یقول فی الرکوع والسجود، حدیث نمبر 486)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کوئی بندہ جو بھی دعا مانگتا ہے تو اس دعا سے بڑھ کر کوئی دعا افضل نہیں کہ

● اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

اے اللہ! میں تجھ سے عافیت طلب کرتا ہوں دنیا میں اور آخرت میں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب الدعاء بالعفو والعافیۃ، حدیث نمبر 3851)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا نبی ﷺ جب رات کو تہجد پڑھنے کے لئے اٹھتے تو فرماتے۔

● اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ - أَوْ: لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ

اے اللہ! سب تعریفوں کا تُو حقدار ہے۔ تُو آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے اور ان کو بھی جو اُن میں ہیں اور ہر قسم کی تعریف کا تُو ہی مستحق ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت تیری ہے اور ان کی بھی جو اُن میں ہیں۔ ہر قسم کی تعریف کا تُو ہی مستحق ہے۔ تُو آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے اور ان کا جو اُن میں ہیں۔ اور ہر قسم کی تعریف کا تُو ہی مستحق ہے۔ تُو برحق ہے اور تیرا وعدہ برحق ہے اور تیری ملاقات برحق ہے اور تیرا ارشاد برحق ہے اور جنت برحق ہے اور آگ برحق ہے اور انبیاءؑ برحق ہیں اور محمد ﷺ برحق ہیں اور موعود گھڑی برحق ہے۔ اے اللہ! میں تیرے حضور جھکا ہوں اور تیری خاطر میں نے جھگڑا کیا اور تیرے حضور فیصلہ چاہا۔ پس تُو مجھے بخش دے جو میں نے پہلے آگے بھیجا اور جو بعد کے لئے رکھ دیا۔ اور جسے میں نے پوشیدہ کیا اور جس کا میں نے اظہار کیا۔ تُو مقدم ہے اور تُو مؤخر ہے۔ صرف تُو ہی عبادت کے لائق ہے یا (فرمایا) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(صحیح البخاری کتاب التہجد باب التہجد باللیل، حدیث نمبر 1120)

حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ابو سلمہؓ کے پاس تشریف لائے۔ ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔ آپؐ نے ان کو بند کر دیا پھر فرمایا روح جب قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں پیچھا کرتی ہیں۔ ان (ابو سلمہؓ) کے گھر والوں میں سے کچھ لوگ چلائے تو آپؐ نے فرمایا اپنے لوگوں کے لئے بھلائی کے سوا کوئی دعا نہ کرو کیونکہ جو تم کہتے ہو ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں۔

● پھر آپؐ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهٗ فِي قَبْرِهٖ، وَنَوِّرْ لَهٗ فِيهِ۔

اے اللہ! ابو سلمہؓ کو بخش دے اور اس کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند کر اور پیچھے رہنے والوں میں اس کے بعد تو خلیفہ ہو اور اے رب العالمین! ہمیں اور اسے بخش دے اور اس کے لئے اس کی قبر میں فراخی پیدا کردے اور اس کے لئے اس میں روشنی کر دے۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب فی اغماض المیت والدعاء لہ اذا حضر، حدیث نمبر 920)

اے خدا ہم سب کی التجاؤں اور مناجات کو قبول فرما اور ہمیں قبر اور آگ کے عذاب سے دور کرتے ہوئے اپنی جنتوں میں داخل فرما اور ہمیں ان سب سے بڑھ کر اپنی رضوان کا حاصل کرنے والا بنا دے۔ آمین یا رب العالمین

جاوید اقبال ناصر۔جرمنی

قسط نمبر2

رمضانُ المبارک کے متعلق احادیثِ مبارکہ کی تشریح

بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

تسلسل کے لئے دیکھئے13مئی2020

عبادات جنت کے بالا خانے تک لے کر جاسکتی ہیں تو رمضان المبارک میں

’’حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا: یقینا جنت میں بالا خانے ہوں گے جن کے اندرونے باہر سے اور خارجی حصے اندر سے نظر آتے ہوں گے۔ اس پر ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر سوال کیاکہ حضورؐ یہ کن کے لئے ہوں گے۔ فرمایا یہ ان کے لئے ہوں گے جو خوش گفتار ہوں گے، ضرورتمندوں کو کھانا کھلانے والے ہوں گے، روزے کے پابند اور راتوں کو جب لوگ سوتے ہوں تو وہ نمازیں ادا کریں ‘‘

(سنن ترمذی کتاب صفۃ الجنۃ)

توان احادیث سے روزے کی اہمیت مزید واضح ہوتی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ صرف بھوکا پیاسا نہیں رہنا بلکہ اس کے ساتھ تمام برائیوں کو بھی چھوڑنا ہے، نیکیوں کو اختیار کرناہے، غریبوں کا خیال رکھناہے، ان کی ضروریات کو پورا کرناہے، نمازوں کی ادائیگی بھی کرنی ہے، فرض سے بڑھ کر نوافل پڑھنے کی طرف بھی توجہ کرنی ہے اور ان تمام چیزوں کے ساتھ روزے دار بھی ہو، تمام جائز چیزوں، خوراک وغیرہ کو ایک معینہ مدت کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑنے والے ہو، تمام شرائع پورے کرنے والے ہو تو یہ تمہارے جو فتنے ہیں جن فتنوں میں تم پڑے ہوئے ہو اولاد کی طرف سے، کاروباری ہیں، ہمسایوں کے ہیں، لڑائی جھگڑے ہیں تو ان نیکیوں کی وجہ سے جو تم انجام دے رہے ہوگے ان سے تم بچ سکتے ہو اور یہ نیکیاں ہیں جو ان فتنوں کا کفارہ ہو جائیں گی‘‘

(خطبہ جمعہ 31 اکتوبر 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہر روز ہزاروں لاکھوں افراد کو جہنم سے نجات دیتاہے۔تو رمضان المبارک میں

’’حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف دیکھتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی طرف دیکھتا ہے تو پھر اسے کبھی بھی عذاب نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر روز ہزاروں لاکھوں افراد کو جہنم سے نجات دیتا ہے۔ پس جب رمضان کی 29ویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ رمضان کی گزشتہ 28راتوں کے برابرلوگوں کو بخش دیتا ہے۔

(الترغیب والترھیب۔ کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان)

یہاں اس حدیث میں ہے وَاِذَا نَظَرَاللّٰہُ اِلَی عَبۡدٍ لَمۡ یُعَذِّبۡہُ اَبَدًا۔ تو یہاں عَبۡد کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یعنی جو کامل فرمانبردار ہو، اس کی طرف جھکنے والا ہو، اس کی عبادت کرنے والا ہو۔ فرمایا کہ جب میرے ایسے بندے ہوں گے، جب ایک دفعہ میں ان کو اپنی پیار کی چادر میں لپیٹ لوں گا تو پھر انہیں کوئی دشمن نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں جنتوں کا وارث ٹھہرائے گا۔۔۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرما رہے تھے رمضان آ گیاہے اور اس میں جنت کے دروازے کھول دئیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے مقفل کر دئیے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو اس میں زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جس نے رمضان کو پایا اور اس سے بخشا نہ گیا۔ اور وہ رمضان میں نہیں بخشا گیا توپھر کب بخشا جائے گا۔ (الترغیب والترھیب)

تواس سے پہلی حدیث کی بھی مزید وضاحت ہو گئی کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام تر ایسے سامان پیدا کر دئیے ہیں جن سے ایک انسان اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بھی بن سکے پھر بھی اگر وہ عبد نہیں بنتا، رمضان سے فیض نہیں اٹھاتا، اس کی عبادت کرنے والا، اس کے احکامات پر عمل کرنے والا، نیکیوں کو پھیلانے والا نہیں بنتا، تو فرمایا کہ پھر اس پر صرف افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اللہ کے رسول نے فرمایا کہ اس پر ہلاکت ہے کہ ان تمام سامانوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باوجود بھی اپنے آپ کو نہ بخشوا سکا‘‘

(خطبہ جمعہ 15 اکتوبر 2004ء)

اعتکاف میں بیٹھناہے۔ تو رمضان المبارک میں

’’ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہﷺ ہر رمضان میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، ایک رمضان میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد آپ اپنے خیمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے اعتکاف بیٹھنے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کے اعتکاف کرنے کا سنا تو انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا۔ حضرت زینبؓ نے یہ خبر سنی تو انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے خیمہ لگا لیا۔ رسول اللہﷺ نے جب اگلی صبح دیکھا تو چار خیمے لگے ہوئے تھے۔ اس پر آپﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس پر آپؐ کو امہات المومنین کا حال بتایا گیا(کہ ہر ایک نے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی خیمہ لگا لیا ہے، اس لحاظ سے کہ آنحضرتﷺ کا قرب حاصل ہو جائے گا) اس پر آنحضورﷺ نے فرمایا کہ ان کو ایسا کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا ہے۔ کیا نیکی نے؟ ان خیموں کو اٹھا لو میں ان کو نہ دیکھوں۔ چنانچہ وہ خیمے اکھاڑ دئیے گئے، پھر آنحضورﷺ نے اس رمضان میں اعتکاف نہ کیا۔ اپنا خیمہ بھی اٹھا لیا۔ البتہ(اس سال) آپ نے(روایت کے مطابق) آخری عشرہ شوال میں اعتکاف کیا۔

(بخاری کتاب الاعتکاف۔ باب اعتکاف فی شوال)

یہ دیکھا دیکھی والی نیکیاں بدعات بن جاتی ہیں۔ آپؐ برداشت نہ کر سکتے تھے کہ بدعات پھیلیں۔ نیکیوں کی خواہش تو دل سے پھوٹنی چاہئے۔ اس کا اظہار اس طرح ہو کہ لگے کہ نیکی کی خواہش دل سے نکل رہی ہے۔ یہ نہ ہو کہ لگ رہا ہو دیکھا دیکھی سب کام ہو رہے ہیں۔ امہات المومنین بھی یقیناً نیکی کی وجہ سے ہی اعتکاف بیٹھی ہوں گی کہ آنحضرتﷺ کے قرب میں ان برکات سے ہم بھی حصہ لے لیں جو ان دنوں میں ہونی ہیں۔ لیکن آپﷺ کو یہ برداشت نہ تھا کہ کسی نیکی سے دکھاوے کا ذرا سا بھی اظہار ہوتا ہو۔ ذرا سا بھی شبہ ہوتا ہو۔ چنانچہ آپؐ نے سب کے خیمے اکھڑوا دئیے۔

پھر آپؐ نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ اعتکاف کس طرح بیٹھنا چاہئے، بیٹھنے والوں اور دوسروں کے لئے کیا کیا پابندیاں ہیں روایت میں آتا ہے کہ ’’آپؐ نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا، آپؐ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنایا گیا، ایک دن آپؐ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا، نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سنانے کے لئے قراءت بالجہر نہ کرو۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل جلد 2صفحہ 67۔ مطبوعہ بیروت)

یعنی مسجد میں اور بھی لوگ اعتکاف بیٹھے ہوں گے اس لئے فرمایا معتکف اپنے اللہ سے راز و نیا زکر رہا ہوتاہے، دعائیں کر رہا ہوتا ہے۔ قرآن شریف بھی اگر تم نماز میں پڑھ رہے ہو یا ویسے تلاوت کر رہے ہو تو اونچی آواز میں نہ کرو تاکہ دوسرے ڈسٹرب نہ ہوں۔ ہلکی آواز میں تلاوت کرنی چاہئے۔ سوائے اس کے کہ اب مثلاً جماعتی نظام کے تحت بعض مساجد میں خاص وقت کے لئے درسوں کا انتظام ہوتا ہے۔ وہ ایک جماعتی نظام کے تحت ہے اس کے علاوہ ہر ایک معتکف کو نہیں چاہئے کہ اونچی آواز میں تلاوت بھی کرے یا نماز ہی پڑھے۔ کیونکہ اس طرح دوسرے ڈسٹرب ہوتے ہیں۔ تو یہ ہیں احتیاطیں جو آنحضرتﷺ نے فرمائیں۔ کہاں یہ احتیاطیں اور کہاں اب یہ حال ہے کہ بعض دفعہ پہلے ربوہ میں بھی ہوتا تھا لیکن دوسرے شہروں میں ابھی بھی باہر ہوتا ہے۔ شاید یہاں بھی یہی صورت حال ہو۔ معتکف کے لئے بڑی تکلیف دہ صورتحال ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی عبادت میں مصروف ہوتا ہے پردہ کے لئے ایک چادر ہی ٹانگی ہوتی ہے نا۔ پردہ کے پیچھے سے ایک ہاتھ اندر داخل ہوتا ہے جس میں مٹھائی اور ساتھ پرچی ہوتی ہے کہ میرے لئے دعا کرو یا نمازی سجدے میں پڑا ہوا ہے اوپر سے پردہ خالی ہوتا ہے تو اوپر سے کاغذ آکر اس کے اوپر گر جاتا ہے(ساتھ نام ہوتا ہے) کہ میرے لئے دعا کرو۔ یا ایک پراسرار آواز پردے کے پیچھے سے آتی ہے آہستہ سے کہ میں فلاں ہوں میرے لئے دعا کرو۔ یہ سب غلط طریقے ہیں۔ پھر شام کو افطاریوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ افطاریاں بڑی بڑی آتی ہیں ٹرے لگ کے، بھر کے، جو معتکف تو کھا نہیں سکتا لیکن مسجد میں ایک شور بھی پڑ جاتا ہے اور گند بھی ہو رہا ہوتا ہے۔ اور پھر جو لوگ افطاریاں بھیج رہے ہوتے ہیں۔ بعض بڑے فخر سے بتاتے بھی ہیں کہ آج میں نے افطاری کا انتظام کیا ہوا تھا، کیسی تھی؟ کیا تھا؟ یا دوسروں کو بتا رہے ہیں کہ یہ کچھ تھا۔ میری افطاری بڑی پسند کی گئی۔ پھر اگلے دن دوسرا شخص اس سے بڑھ کر افطاری کا اہتمام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ سب فخرومباہات کے زمرے میں چیزیں آتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ خدمت کی جائے یہ دکھاوے کی چیزیں بن جاتی ہیں۔ اس لئے یا تو اعتکاف بیٹھنے والا، اپنے گھر سے سحری اور افطاری منگوائے یا جماعتی نظام کے تحت مہیا ہو۔ ناموں کے ساتھ ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ افطاریاں آنی غلط طریق کار ہے۔ یہ کہیں بھی جماعت کی مساجد میں نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس سے آگے اور بدعتیں بھی پھیلتی چلی جائیں گی۔ ربوہ میں بھی دارالضیافت سے، جو مرکزی مساجد میں بیٹھے ہوتے ہیں ان کے لئے اور میرا خیال ہے دوسری جگہوں پہ بھی۔ (اگر نہیں ہے تو جانی چاہئیں)افطاری وسحری وہیں سے تیار ہو کر جاتی ہے اور سارے ایک جگہ بیٹھ کے کھا لیتے ہیں۔ پھر بعض لوگ اعتکاف بیٹھ کر بھی کچھ وقت کے لئے دنیاداری کے کام کر لیتے ہیں۔ مثلاً بیٹے کو کہہ دیا، یا اپنے کام کرنے والے کارندے کو کہہ دیا کہ کام کی رپورٹ فلاں وقت مجھ کو دے جایا کرو۔ کاروباری مشورے لینے ہوں تو فلاں وقت آ جایا کرو کاروباری مشورے دیا کروں گا۔ یہ طریق بھی غلط ہے۔ سوائے اشد مجبوری کے یہ کام نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں سوال ہوا کہ آدمی جب اعتکاف میں ہو تو اپنے دنیوی کاروبار سے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں ؟۔ آپؑ نے فرمایا کہ سخت ضرورت کے سبب کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جا سکتاہے۔ فرمایا کہ سخت ضرورت کے تحت۔ یہ نہیں ہے کہ جیسا میں نے پہلے کہا کہ روزانہ کوئی وقت مقرر کر لیا، فلاں وقت آ جایا کرو اور بیٹھ کر کاروباری باتیں ہو جایا کریں گی۔ اگر اتفاق سے کوئی ایسی صورت پیش آ گئی ہے کسی سرکاری کاغذ پر دستخط کرنے ہیں، تاریخ گزر رہی ہے یا کسی ضروری معاہدے پر دستخط کرنے ہیں، تاریخ گزر رہی ہے یا اور کوئی ضروری کاغذ ہے، ایسے کام تو ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہر وقت، روزانہ نہیں‘‘

(خطبہ جمعہ 29،اکتوبر 2004ء)

اعتکاف اور بیمار پرسی۔رمضان المبارک میں

’’حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہﷺ بیمار پرسی کے لئے جاتے اور آپؐ اعتکاف میں ہوتے۔ پس آپؐ قیام کئے بغیر اس کا حال پوچھتے۔ (ابو داؤد۔ کتاب الصیام)

پھر اسی طرح ابن عیسیٰ کی ایک ایسی ہی روایت ہے۔ تو تیمارداری جائز ہے لیکن کھڑے کھڑے گئے اور آ گئے۔ یہ نہیں کہ

وہاں بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کرنا شروع کر دیا یا باتیں بھی شروع ہو گئیں۔ اور یہ بھی اس صورت میں ہے(وہاں مدینے میں بڑے قریب قریب گھر بھی تھے) کہ قریب گھر ہوں اور کسی خاص بیمار کو آپ نے پوچھنا ہو، اگر ہر بیمار کے لئے اور ہر قریبی کے لئے، بہت سارے تعلق والے ہوتے ہیں آپ جانے لگ جائیں تو پھر مشکل ہو جائے گا اور یہاں فاصلے بھی دور ہیں، مثلاً جائیں تو آنے جانے میں ہمیں دو گھنٹے لگ جائیں۔ اور اگر ٹریفک میں پھنس جائیں تو اور زیادہ دیر لگ جائے گی۔ یہ قریب کے گھروں میں پیدل جہاں تک جا سکیں اس کی اجازت ہے، ویسے بھی جانے کے لئے جو جماعتی نظام ہے وہاں سے اجازت لینی ضروری ہے۔ یہ میں باتیں اس لئے کر رہا ہوں کہ بعض لوگ اس قسم کے سوال بھیجتے ہیں۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ’’رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں تھے۔ میں ان کی ملاقات کو رات کے وقت گئی۔ اور میں نے آپ ؐ سے باتیں کیں جب میں اٹھی اور لوٹی تو آپ ؐ بھی میرے ساتھ اٹھے۔ حضرت صفیہ ؓ کا گھر ان دنوں اسامہ بن زید ؓ کے مکانوں میں تھا۔ راستے میں انصاری راہ میں ملے۔ انہوں نے جب آپ کو دیکھا تو تیز تیز چلنے لگے۔ آپ ؐ نے(ان انصاریوں کو) فرمایا کہ اپنی چال سے چلو۔ یہ صفیہ بنت حُییّ ہے۔ ان دونوں نے یہ سن کر کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ ! ہمارا ہرگز ایسا گمان آپ کے بارے میں نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا: نہیں، شیطان خون کی طرح آدمی کی ہر رگ میں حرکت کرتا ہے۔ مجھے خوف ہوا کہیں شیطان تمہارے دل میں بری بات نہ ڈال دے۔ ’’(ابو داؤد کتاب الصیام باب المعتکف یدخل البیت لحاجتہ)۔۔۔ لیکن پھر بھی کچھ وقت کے لئے مسجد کے صحن میں یا باہر ٹہلنے کی ضرورت محسوس ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں بیٹھے تھے، خواجہ کمال دین صاحب اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب ان دنوں میں اعتکاف بیٹھے تھے تو آپ ؑ نے ان کو فرمایاکہ ’’اعتکاف میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان اندر ہی بیٹھا رہے اور بالکل کہیں آئے جائے ہی نہ(مسجد کی) چھت پر دھوپ ہوتی ہے وہاں جا کر آپ بیٹھ سکتے ہیں۔ کیونکہ نیچے یہاں سردی زیادہ ہے۔‘‘ وہاں تو ہیٹنگ(Heating)کا سسٹم نہیں ہوتا تھا۔ سردیوں میں لوگ دھوپ میں بیٹھتے ہیں، پتہ ہے ہر ایک کو ’’اور ضروری بات کر سکتے ہیں۔ ضروری امور کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور یوں تو ہر ایک کام(مومن کا) عبادت ہی ہوتا ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 29، اکتوبر 2004ء)

گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں لیلۃ القدر کی رات ۔ تو رمضان المبارک میں

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اس کو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔‘‘ (بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر)

اب یہاں دیکھیں روزے رکھنا، اور لیلۃ القدر کی رات کا قیام یعنی لیلۃ القدر والی رات میں عبادت۔ ان دونوں کے ساتھ شرط ہے کہ ایک تو ایمان کی حالت میں ہو اور مومن ہو اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے ہو۔ مومن وہ ہے جو ایمان کی تمام شرائط پوری کرتا ہے۔ صرف زبان کا اقرار نہیں ہے۔ اب شرائط کیا ہیں ؟۔ قرآن کریم میں متعدد شرائط کا ذکرہے۔ سب سے بڑی بات اللہ پر ایمان ہے۔ مومن تو وہی ہے جو اللہ پر ایمان لائے۔ اس کی مثال دے دیتے ہیں۔ یہی فرمایا کہ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ …(الانفال: 3)یعنی مومن تو صرف وہی ہیں جن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں۔ تو جس کے دل میں اللہ کا خوف ہو گا وہ کبھی دوسرے کا حق مارنے کا سوچے گا بھی نہیں۔ وہ کبھی معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے کا سوچے گا بھی نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنے معاشرے میں ہر ایک سے بنا کے سنوار کے رکھو۔ ہمسایہ سے حسن سلوک کرو، اپنے وعدے پورے کرو، دوسروں کے لئے قربانی دو، اور اس طرح کے بے شمار حکم ہیں۔ تو جب یہ چیزیں ہوں گی تبھی ایمان کی حالت ہو گی اور تبھی اللہ تعالیٰ کا خوف بھی دل میں ہو گا۔ یا اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے یہ سب کام ہو رہے ہوں گے۔ تو عبادتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے اور اپنا محاسبہ کرنے، صبح شام یہ جائزہ لینے کہ میں نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا ہے یا نہیں، اور تقویٰ سے رات بسر کی ہے یا نہیں، جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جب ایسی حالت ہو گی تو فرمایا کہ ایسے لوگوں کے روزے بھی قبول ہوں گے اور لیلۃ القدر کی برکتیں بھی حاصل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ یہ لوگ ہیں جو اجر عظیم حاصل کرنے والے ہیں۔ پھر ہر مومن کی خواہش ہوتی ہے کہ پتہ لگے کہ ’’ لیلۃ القدر‘‘ کی راتیں ہیں کون سی؟ کون سی وہ راتیں ہیں جب ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام سے حصہ پا سکتے ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ’’ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو‘‘ (بخاری)یعنی تئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں وغیرہ راتوں میں تلاش کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے متعدد صحابہ کرام کو رؤیا میں رمضان کی آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر دکھائی گئی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں تمہاری خوابوں میں رمضان کی آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر کے ہونے میں موافقت پائی جاتی ہے۔ یعنی ان سب میں تقریباً یہی بات نظر آ رہی ہے پس تم میں سے جو بھی اس کو تلاش کرنا چاہے وہ اسے رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے‘‘ (بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر۔ باب فضل لیلۃ القدر)

تو بہرحال آخری عشرہ یا سات راتیں مختلف روایتوں میں آیا ہے۔

لیلۃ القدر کی مبارک دُعا

’’حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار میں نے عرض کی۔ اے اللہ کے نبی اگر مجھے لیلۃ القدر میسر آ جائے تو میں کیا دعا مانگوں۔ آپ ؐ نے فرمایا لیلۃ القدر نصیب ہونے پر یہ دعا کرنا کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الۡعَفۡوَ فَاعۡفُ عَنِّیۡ یعنی اے اللہ تو بہت زیادہ درگزر کرنے والا ہے اور درگز کو پسند کرتا ہے۔ پس مجھ سے درگزر فرما۔ (مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند الانصار)

تو یہ دعا آنحضرت ﷺ نے سکھائی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اور دعائیں نہیں کرنی چاہئیں۔ وہ بھی کریں لیکن اگر اس حدیث کو اوپر جو میں نے پہلے حدیث بیان کی ہے اس کے ساتھ ملائیں تو مزید بات کھلتی ہے کہ ایمان اور محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر ملے تو گناہ بخشے گئے۔ اب جب ایک مومن اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتا ہے کہ اے خدا! اس سارے رمضان میں اپنے گناہوں اور زیادتیوں کا میں جائزہ لیتا رہا ہوں اور اب میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کوشش کروں گا کہ یہ غلطیاں اور زیادتیاں مجھ سے نہ ہوں۔ تُو معاف کرنے والا ہے۔ تو درگزر کو، معاف کرنے کو، بخشش کو پسند کرتا ہے، میرے گناہ بخش اور میری زیادتیوں سے درگزر فرما۔

تو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ استغفار اور گناہوں سے معافی جو ہے توبہ قبول ہونے میں مددگار ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے انسان پھر ایسا نیکیوں پر قائم ہونے کی کوشش کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی مدد فرماتا ہے۔ تو وہ لوگ جو اس طرح دعا مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادتوں کے معیار بھی قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ تبھی تو عفو اور درگزر کا واسطہ دے کے اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی نیک نیتی سے مانگی ہوئی دعاؤں کو اپنے وعدوں کے مطابق قبول بھی کرتا ہے۔ اسے نیکیوں میں بڑھاتا بھی ہے۔ تو یہ ساری چیزیں جو عفو، درگزر ہے یا معاف کرنا ہے، استغفار ہے، یہ کوئی چھوٹی دعا نہیں ہے، بہت بڑی دعا ہے۔ اگر آدمی اپنا پورا محاسبہ کرتے ہوئے مانگے تو، بہت ساری برائیوں کو چھوڑے گا تو اللہ کے پاس بھی جائے گا تاکہ بخشش کے سامان پیدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس احساس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر اس سے عفو اور بخشش کے طلبگار ہوں۔ پھر جیسا کہ ہم جانتے ہیں اور ہمیں یہ علم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے لیلۃ القدر کے صرف اتنے ہی معنے نہیں ہیں کہ رمضان کے آخری عشرے میں چند راتوں میں سے ایک رات آ گئی اور اس میں دعائیں کر لی جائیں اور بس۔ بلکہ اس کے اور بھی بہت وسیع معنے ہیں۔ آپ ؑ فرماتے ہیں کہ ’’ ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصہ ٔ رات میں ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تجلی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنے والا ہے جو میں اس کو قبول کروں لیکن ایک معنے اس کے اور ہیں جس سے بدقسمتی سے علماء مخالف اور منکر ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات میں اتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ ایک مستعد مصلح کی خواہاں تھی۔ خداتعالیٰ نے انسان کوعبادت کے لئے پیدا کیا ہے جبکہ اس نے فرمایا مَاخَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنَ(الذاریات: 57)پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ تاریکی ہی میں پڑا رہے۔ ایسے زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو پس اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ(القدر: 2)اس زمانۂ ضرورت بعثت آنحضرت ﷺ کی ایک اور دلیل ہے‘‘ (خطبہ جمعہ 29 اکتوبر 2004ء)

آخری عشرہ میں تہلیل و تکبیراور تحمید کا کثرت سے ورد۔رمضان المبارک میں

’’حضرت ابن عمر ؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا عمل کے لحاظ سے ان دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خداتعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب کوئی دن نہیں۔ پس ان ایام میں تہلیل یعنی لاالہ الا اللہ کہنا، اللہ تعالیٰ کی بندگی پوری طرح اختیار کرنا اور تکبیر کہنا اور تحمید کہنا، اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا، بکثرت اختیار کرو۔

اب یہ حدیث بھی اسی مضمون کو بیان کر رہی ہے۔ فرمایاکہ رمضان کے اس آخری عشرے میں مکمل طورپر اُس کی بندگی اختیار کرو۔ کوئی باطل معبود تمہیں نیک کاموں سے ہٹا نہ سکے۔ ان دنوں میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی کبریائی، اس کا بڑا ہونا تمہارے ذہنوں پر رہے اور پھر اس کی حمد بھی کرو کہ اس نے تمہیں اتنی نعمتیں بخشی ہیں، اتنی نعمتوں سے نوازا ہے، تمہیں یہ دن نصیب کئے ہیں جن میں اس نے تمہاری بخشش کے سامان پیدا فرمائے اور سب سے بڑھ کر یہ، اور اس پر جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیاجائے کم ہے کہ اس نے خالص اپنا بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائی اور ہمیں یہ دن بخشے جس میں ہم خالص طورپر اسی کی طرف جھکتے ہوئے اس سے مدد چاہتے ہیں۔۔۔پھر حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ اگرمجھے علم ہوجائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس میں کیا دعاکروں۔ فرمایا کہ تُو یہ دعا کرکہ: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الۡعَفۡوَ فَاعۡفُ عَنِّیۡ۔ اے اللہ توبہت معاف کرنے والا اور معاف کرنے کو پسند فرماتاہے پس تُو مجھے بھی بخش دے اور معاف فرما دے۔

(ابن ماجہ کتاب الدعا باب الدعا بالعفو…)

اب اس حدیث میں بڑی خوبصورت اور بڑی جامع دعا سکھائی گئی ہے۔ اس کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ میرے گناہوں سے درگزرکر، مجھے معاف کردے۔ فرمایاکہ رمضان کی برکات سے تُونے مجھے فیضیاب فرمایا، مجھے توفیق دی کہ میں نے روزے رکھے، تیری عبادت کی، تجھ سے مغفرت طلب کی، اپنے گناہوں کی تجھ سے معافی مانگی، تجھ پر مکمل یقین اور ایمان مجھے حاصل ہوا۔ اور آج تُونے مجھ پریہ ظاہرکرنے کے لئے کہ میں نے تمہاری دعاؤں کو سنا، تمہاری گریہ و زاری کو سنا، مجھے لیلۃ القدر کاعلم دیا اور مجھے لیلۃا لقدر دکھائی۔ تو میری یہ دعاہے کہ میرے اندر کی تمام برائیوں کا نام و نشان مٹا دے، میرے گناہوں کو یوں دھو ڈال جیسے کہ یہ کبھی تھے ہی نہیں۔ تُوبادشاہ ہے، تیرے خزانے میں کبھی کوئی کمی نہیں آئے گی اگر تُویہ سلوک میرے ساتھ کرے۔ اور پھریہ سلوک بھی کرکہ مجھے کبھی ان باتوں کا، ان غلط حرکات کا کبھی خیال تک بھی نہ آئے جو میں ماضی میں کر چکاہوں۔ اوررمضان کے بعد ہمیشہ میں پاک صاف ہو کر اور تیرا بندہ بن کررہوں۔ اور یہی چیزہے جسے تُو اپنے بندوں کے لئے پسند کرتاہے‘‘ (خطبہ جمعہ 14 نومبر 2003ء)

عیدوں کی راتوں میں عبادت کرنے کی اہمیت

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محض للہ دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کرے گا اس کا دل ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا جائے گا اور اس کا دل اس وقت بھی نہیں مرے گا جب سب دنیا کے دل مر جائیں گے۔

(ابن ماجہ کتاب الصیام۔ باب فی من قام فی لیلتی العیدین)

پس دیکھیں، رمضان کی تبدیلیوں کو جو پاک تبدیلیاں دل میں پیدا ہوتی ہیں ان کو مستقل بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے خوبصورت انداز میں ترغیب دلائی ہے۔ عید کی خوشیوں میں اکثر لوگ بھول جاتے ہیں، (اگلے جمعے عید بھی آنی ہے) کہ نماز بھی وقت پہ پڑھنی ہے کہ نہیں، تو رات کی عبادت کی طرف، نوافل کی طرف توجہ دلا کر یہ بتا دیا کہ فرائض تو تم نے پورے کرنے ہی ہیں لیکن اگرہمیشہ کی رضا اور خداتعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنی ہے تو راتوں کو بھی ان دنوں میں عبادت سے سجاؤ۔ رمضان کے بعد بھی اور خاص طور پر ایسے موقعوں پر جب خوشی کے موقعے ہوتے ہیں۔ جب آدمی کو دوسری طرف توجہ زیادہ ہو رہی ہوتی ہے۔ صرف ڈھول ڈھمکوں اور دعوتوں میں ہی نہ وقت گزار دو۔ پس یہ عبادتیں جو ہیں یہ زندگی کا مستقل حصہ بنی چاہئیں۔ دعاؤں کے سلسلے میں چند اور احادیث ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں اور کس طرح ہم دعاؤں کے فیض حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جس کے لئے باب الدعا کھولا گیا گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ محبوب اس کے نزدیک یہ ہے کہ اس سے عافیت طلب کی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ انسان پر جو ابتلاء آچکے ہیں یا جن سے خطرہ درپیش ہو ان سے محفوظ رہنے کے لئے سب سے زیادہ مفیدبات دعا ہے۔ پس اے اللہ کے بندو تمہیں چاہئے کہ تم دعا میں لگے رہو۔ (سنن الترمذی۔ کتاب الدعوات)

تو اللہ تعالیٰ کی محبوب دعاؤں میں سے سب سے زیادہ محبوب دعا اس سے عافیت طلب کرناہے، اس کی رضا حاصل کرنا ہے، اس کی پناہ میں آنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے تو پھر باقی چیزیں تو ایک مومن کو خود بخود مل جاتی ہیں۔۔۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’وہ دعا جو معرفت کے بعداور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے۔ ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے‘‘۔ (خطبہ جمعہ 28 اکتوبر 2005ء)

پس اے مسیح محمدی کے غلامو! آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو! اے وہ لوگو! جن کو اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کے راستے دکھائے ہیں۔ اے وہ لوگو! جو اس وقت دنیا کے کئی ممالک میں قوم کے ظلم کی وجہ سے مظلومیت کے دن گزار رہے ہو، اور مظلوم کی دعائیں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بہت سنتا ہوں، تمہیں خداتعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ اس رمضان کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہوتے ہوئے اور ان تمام باتوں کا حوالہ دیتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں گزار دو۔۔۔ خداتعالیٰ کے حضور اپنے سجدوں اور دعاؤں سے نئے راستے متعین کرنے والا رمضان بنا دو۔ اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والا رمضان بنا دو۔اپنی آنکھ کے پانی سے وہ طغیانیاں پیدا کر دو جو دشمن کو اپنے تمام حربوں سمیت خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائیں۔ اپنی دعاؤں میں وہ ارتعاش پیدا کرو جو خداتعالیٰ کی محبت کو جذب کرتی چلی جائے کیونکہ مسیح محمدی کی کامیابی کا راز صرف اور صرف دعاؤں میں ہے۔خداتعالیٰ جو ان دنوں میں ساتویں آسمان سے نیچے اترا ہوتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی آغوش میں لے لے اور اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے ہم اپنی زندگیوں میں پورے ہوتے ہوئے دیکھ لیں۔ اے اللہ تو ایسا ہی کر۔ آمین‘‘ (خطبہ جمعہ 5 ستمبر 2008ء)

طیّبہ سعدیہ۔ہالینڈ

لبِ خاموش کی خاطر لَب کھولتا ہے وہ

آج سے تقریباً 15برس قبل ایک دن عصر کی نماز کے بعد جب ہم حسب معمول صحن میں چارپائیاں بچھائے بیٹھے تھے اچانک آسمان کی رنگت سرخ ہونا شروع ہو گئی اور تیز ہوا چلنے لگی۔ امی جان نے پریشانی کی حالت میں ہمیں کہا کہ فوراً سب چیزیں سمیٹو اور ساری کھڑکیاں دروازے بند کر دو اور سب لوگ اندر کمروں میں چلے جاؤ۔ آندھی اتنی تیز اور خوفناک آواز کے ساتھ چل رہی تھی کہ میرا دل دہل گیا ۔یوں لگتا تھا کہ ابھی آن کی آن میں ہواسب کچھ اڑا کے لے جائے گی۔ خیر دل بہلانے کو امی جان سے باتیں کرنے لگی۔ میری امی نے مجھے بتایا کہ پرانے وقتوں میں جب کسی بے گناہ کا قتل ہوتا یا کسی معصوم کے ساتھ زیادتی ہوتی تھی تو ایسی ہی سرخ آندھی چلتی تھی ایسی خوفناک تیز ہوا ہوتی کہ سب لوگ ڈر جاتے اور سمجھتے کہ یہ طوفان کسی معصوم کی آہ کا نتیجہ ہے اور توبہ کرنے لگتے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے بچپن میں بھی گاؤں کے ایک بہت شریف آدمی کو قتل کر کے، اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے قاتل نے ایک کمرے میں دفنا دیئے تھے جو کہ بعد میں پولیس نے نکالے اور اس دن بھی سرخ طوفان آیا تھا ۔ وہ بتانے لگیں کہ ہماری دادی جان ایسے وقتوں میں زور زور سے یا رحیما رحم کر اور یا کریما کرم کر کا ورد کرتی تھیں۔ اور ہم بچوں کو بھی ایسا کرنے کو کہتیں۔ امی کی بات سن کر میں ہنسنے لگی کہ پرانے وقتوں کے لوگ کتنے معصوم تھے اور کہا کہ امی اگر ہوائیں مظلوموں کی آہ پر چلتیں تو آج جتنا ظلم ہو رہا ہے اس کے مطابق تو پھر ہر وقت ہر ملک میں ہوائیں ہی چلتی رہتیں۔ امی نے میری اس بیوقوفانہ بات کا صرف اتنا ہی جواب دیا اور پھر خاموش ہو گئیں کہ بیٹا ’’ظالم کی رسی دراز ہوتی ہے اور خدا کی لاٹھی بے آواز‘‘امی کی اس خاموشی کے بعد میں گہری سوچ میں پڑ گئی کہ کیا واقعتاً ایسا ہوتا ہے؟ اور سوچتے سوچتے میں اس آگ تک پہنچی جس سے ایک معصوم حضرت ابراھیمؑ کو بچانے کے لیے اسے ٹھنڈا کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ تب بھی پرندے اپنی چونچ میں پانی بھر بھر کے لاتے تھے اور آگ پر گراتے تھے جس سے آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ پھر پرندوں سے میرے ذہن میں ابابیل آئے اور ان کے پھینکے ہوئے وہ کنکر جنہوں نے ایک ظالم طاقتور لشکر کو دیکھتے دیکھتے ڈھیر کر ڈالا اور پھر بے شمار واقعات بشمول نوح کے وقت کے طوفان اور جنگ بدر کی بارش۔ گویا خدا ہمیشہ معصوموں اور بے گناہوں کی آواز بن کر کئی رنگ میں اپنے نشان دکھلاتا ہے اور یوں اپنے بندوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور ظالموں، متکبروں کے لیے توبہ کے دروازے کھولتا رہتا ہے۔لیکن اس کے بعد کئی واقعات ایسے بھی ہوئے کے جب مجھے لگا کہ اگر خدا معصوموں کی آہ سن کر ان کی خاموشی پر اپنے لب کھولتا تو آج ضرور قیامت برپا ہو جاتی۔ مثلاً آئے روز گھر سے اپنے بچوں کے لیے کھانا اور کھلونے خریدنے کے لیے نکلنے والے ہزاروں والدین کا دہشتگردی کے واقعات میں شہید ہو جانا اور ان بچوں کی خالی آنکھیں، معصوم چہرے اورخاموش لب۔ بہت سی عبادت گاہوں بشمول لاہور کی احمدیہ مساجد کا درجنوں نہتے نیک عبادت میں مشغول بندوں کے خون سے رنگے جانا اور اس پر لواحقین کا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ(البقرة: 157) کہہ کر خدا پر نظر جما لینا۔ اے پی ایس پشاور کے انتہائی معصوم بچوں کی سسکیاں پکاریں اور ان کی ماؤں کی آہیں یہ سب اس قدر مظلوم اور بے بس تھے کہ ہر واقعہ کے بعد مجھے لگتا تھا کہ اب تو ضرور کوئی طوفان آئے گا مگر افسوس کوئی آندھی نہ چلی اور ظالم مزید ظلم میں بڑھتے گئے۔ یہ تو صرف ایک ملک کا حال تھا جو خود کو اسلام کا علمبردار سمجھتا تھا مگر عالمی دنیا بھی ان مظالم اور مظلوموں کی آہوں سے خالی نہ تھی۔

ہمسایہ ممالک کی طرف دیکھو تو بھارت میں کئی برسوں سے کشمیریوں کے خون سے کھیلی جانے والی ہولی، چین میں ایک مخصوص طبقہ پر کیئے جانے والے ظلم، ایران، افغانستان، فلسطین اور شام کے ہزاروں لوگوں کی آہیں، جن کے پیاروں کو ان کی آنکھوں کے سامنے مار دیا گیا ۔ان کے گھر ان سے چھین لیے گئے ان کے ہنستے بستے شہر اجاڑ دیئے گئے۔ روشنیاں بجھا کر آبادیوں کو کھنڈرات میں بدل دیا گیا۔ کتنے ہی معصوم بچوں کی خون آلود شکلیں سوشل میڈیا کی زینت بنتی رہیں اور خود کو انسان کہنے والوں کی بے حسی کو بڑھاتی رہیں۔ ان سب واقعات پر انسانیت کے علمبردار متحدہ ممالک نہ صرف یہ کہ چپ رہے بلکہ برابر ظالم کا ساتھ دیتے اور اسے سلامیاں پیش کرتے رہے کہ کہیں مظلوم کے حق میں بولنے سے ان کو ملنے والی امدادیں بند نہ ہو جائیں اور معیشت تباہ نہ ہو جائے۔ اور سب لوگ ہر سطح پر انسانیت کی آواز بننے کی بجائے خود سے طاقتور اور ظالم کو خدا سمجھنے لگے اور اسی کی پوجا میں لگ گئے۔ اور بظاہر دیکھا جائے تو اس کا فائدہ بھی بہت ہوا۔وہ یہ کہ دنیا بہت ترقی کر گئی، نت نئی ایجادات کر لی گئیں ۔زمیں پر بسنے والوں کی تباہی کے اتنے طاقتور ہتھیار تیار کر لیے گئے کہ ایک سیکنڈ میں ساری زمیں سائیں سائیں کرنے لگے ۔ گویااپنے گھر کو برباد کرنے کے سارے لوازمات پورے کر کے آسمان کی طرف جانے کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ ایسے میں اچانک دنیا کے ایک کونے سے خبر آتی ہے کہ ایک ان دیکھے انجانے بظاہر آنکھ سے نظر نہ آنے والے چھوٹے سے جراثیم نے انسانوں پر حملہ کر دیا ہے اور روز بروز سینکڑوں لوگوں کی موت کا سبب بن رہا ہے۔ پہلے پہل تو عادت سے مجبور اقوام نے اس کو خود کی طرح ایک نسل پرست جراثیم جانتے ہوئے اس کا اور اس قوم کا خوب مذاق اڑایا اور بجائے جراثیم کو تباہ کرنے کے اس ملک کی معیشت کو تباہ کرنے کے سب اقدام اٹھائے۔ مگر یہ جراثیم انسانوں کی طرح نسل پرست ثابت نہ ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر نسل میں پھیل گیا۔ ہر رنگ کا آدمی اس سے متاثر ہونے لگا۔ تب کہیں جا کے ان بظاہر متحدہ ممالک کا ماتھا ٹھنکا اور لگے تدبیریں کرنے۔ مگر اب جن بوتل سے باہر آچکا تھا اور اس کو قابو کرنے کا کوئی انتظام موجود نہ تھا۔ اور ہوتا بھی کیسے ؟ وہ سارا وقت (سمجھیں تو مہلت) ، عقل، علم اور دولت جو خدا نے انسان کو انس، محبت، ہمدردی بڑھانے کے لئے عطا کیا تھا اسے تو انسان نے خود سے کمزوروں کو تباہ کرنے میں صرف کر دیا تھا۔ پیچھے مڑ کے دیکھا تو کسی کے پاس انسان کو بچانے کی کوئی ویکسین نہیں تھی ۔ ہاں مگر سب انسانوں کو تباہ کرنے کا مواد وافر مقدار میں موجود تھا مگر اب وہ بھی کسی کام کا نہ رہا تھاکیونکہ جو کام ان سے لیا جاتا تھا وہ تو ایک چھوٹا سا جراثیم بہت تیزی سے کئے جا رہا تھا یعنی انسانوں کو ختم کرنا اور بستیوں کو اجاڑنا۔ معلوم نہیں کہ اس وائرس کے بننے اور پھیلنے کی وجہ کیا بنی۔ مگر یہ خدا کی طرف سے ایک سرخ آندھی ضرور معلوم ہوتا ہے اور بہت سے صاحب عقل اس کا علاج صرف دعا اور توبہ و استغفار ہی بتا رہے ہیں۔ ہر طاقت اس جراثیم کے سامنے ہے بس کھڑی ہے اور اپنی اوقات کی حدود کا نظارہ کر کے سخت شرمسار نظر آتی ہے۔ اب دیکھنا یہ نہیں کہ کب پروردگار اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہوئے انکی طرف فضل سے متوجہ ہوتا ہے اور وہ علم عطا کرتا ہے کہ جس سے اس جراثیم کو شکست دی جا سکے بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ انسان اس سے کیا سبق سیکھتے ہیں اور اس وائرس کے بعد اپنے مستقبل کا کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ ورنہ مستقبل میں بات ایک وقتی سرخ آندھی سے بڑھ کر طوفان نوح تک بھی پہنچ سکتی ہے۔

ڈاکٹر محمد وقار ظفر۔ امریکہ

قسط نمبر۔3

موٹاپا، Obesity دورِ حاضر کا ایک خطرناک چیلنج

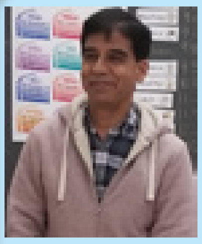

موٹاپا سادہ لفظوں میں جسم کی ضرورت سے زائد غذا کھانے سے جسم کے حجم اور وزن کے خطر ناک حد تک بڑھ جانے کا نام ہے اور ایک چھوٹے انجن کی گاڑی کے ذریعے اس کی طاقت سے کئی گنا زیادہ وزن کھینچنے کی کوشش کرنے والی بات ہے۔ مثلاً 4 سلنڈر کی کار کے پیچھے ایک خاصے بڑے وزن سے لدے ہوئے ٹرک ٹریلر کو نتھی (tow) کر دیا جائے۔ جس طرح استعدادِ کار سے زیادہ وزن کھینچنے سے گاڑی کے مختلف کل پرزوں کے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کی وجہ سے انجام قبل از وقت خرابی و بربادی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور ایسی گاڑی کا زیادہ وقت ورکشاپ پہ گزرتا ہے اسی طرح موٹاپے کے شکارا فراد ڈاکٹروں، حکیموں، میڈیکل سٹور کے نہ ختم ہونے والے چکروں میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔

موٹاپے کی ابتدا

ہمارے جسم کا ہر عضو بلکہ ہر چھوٹے سے چھوٹا حصّہ قدرت کی طرف سے حیرت انگیز صنّاعی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور اپنے ذمہ کاموں کو کمال خوبصورتی سے سرانجام دے رہا ہے۔ ہماری طرف سے بے اعتدالی ہونے پہ بد اثرات سے بچانے والے حفاظتی نظام حرکت میں آجاتے ہیں اور ہمیں خبردار کرتے ہوئے واپس اعتدال کی طرف لوٹنے کا پیغام پہنچاتے ہیں اگر ہم مسلسل لاپرواہی برتیں تو نتیجہ تکلیف اور بیماری کی صورت میں نکلتا ہے۔ انسانی نظامِ ہضم کھائی جانے والی ہر شے کو چھوٹے ذروں میں توڑ کر اس میں سے توانائی جذب کرکے فضلہ خارج کردیتا ہے، کمپیوٹر پہ دفتری کام کرنے والے درمیانی جسامت کے مرد کو روزانہ تقریباً 2500 کیلوریز جبکہ گھریلو کام کرنے والی اوسط جسامت کی عورت کو تقریباً 2000 کیلوریز کی ضرورت ہوتی ہے۔ بالفرض ایک ایسا مرد جو خوراک کھائے اُس میں اُسے 3000 کیلوریز حاصل ہوں۔ ایسی صورت میں اضافی 500 کیلوریز جسم عارضی طور پہ جمع (deposit) کر لے گا، اب اگر اگلے دن کم خوراک کھائی جائے جس سے 2000 کیلوریز حاصل ہوں تو جسم اپنے اندر سے 500 کیلوریز نکالنے (with-by drawing) سے گزارہ کر لیتا ہے لیکن اگر ایسا فرد ہر روز زیادہ کیلوریز والی غذا کھاتا جائے اور خرچ کم کرے تو جسم میں جمع شدہ اضافی کیلوریز وزن میں اضافہ کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ ایک ٹیکسی چلانے والے یا ٹرک چلانے والے درمیانی عمر کے مرد کو روزانہ دو ہزار کیلوریز سے زیادہ نہیں لینی چاہئیں اور کچھ نہ کچھ ورزش باقاعدہ لازماً کرنی چاہئے۔ عام آدمی کو ایک پونڈ وزن کم کرنے کے لئے تقریباً 3500 کیلوریز صرف کرنا پڑتی ہیں۔ ایک گھنٹہ تیز چلنے سے اوسط جسامت کا آدمی تقریباً 700 کیلوریز صرف کرتا ہے۔ اس طور روز مرہ کے عام معمولات سے اضافی تقریباً 5 گھنٹے بغیر کچھ مزید کھائے پیئے، تیز چلنا ایک پونڈ وزن کم کر سکتا ہے۔ لہٰذا وزن کم رکھنے میں کیلوریز خرچ کرنے سے کم کیلوریز لینا زیادہ اہم ہے۔

ایک جائزے کے مطابق شہری افراد کی اکثریت برگر، فرائڈ چکن، پیزا، بند کباب یا بریڈ کباب وغیرہ سے اکثر و بیشتر شوق فرماتی رہتی ہے، یہ اور اس طرح کے پکوان فاسٹ فوڈ کے زمرے میں آتے ہیں، فاسٹ فوڈ کا کمال ہے کہ یہ آسانی سے دستیاب ہونے کے علاوہ مزیدار ہے۔ اسے فوری کھایا جا سکتا ہے اور بوقتِ ضروت لفافے بیگ وغیرہ میں پیک کرلے جایا جا سکتا ہے۔ ان جملہ خوبیوں کی وجہ سے اِس کی لت بڑی آسانی سے لگ سکتی ہے۔ بالخصوص بچوں کو۔ اِسی لئے ہر سال دُنیا میں اربوں ڈالر کا فاسٹ فوڈ فروخت ہوتا ہے کئی ترقی پذیر ممالک میں اسے ایک عیاشی اور فیشن کے طور پہ کھایا جاتا ہے۔ سائنسی تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ فاسٹ فوڈ اپنے اندر لاتعداد خرابیوں کو سمیٹے ہوتی ہیں۔ ایک عام برگر بظاہر زیادہ بڑا نہیں ہوتا اور عموماً پیٹ بھی ایک برگر سے پوری طرح نہیں بھرتا، اسی لئے اس کے بعد اور چیزوں کی طلب ہو جایا کرتی ہے لیکن عام روایتی گھریلو پکوان کے مقابلے میں برگر میں اتنی کیلوریز ہوتی ہیں جو انسانی جسم کی ضرورت سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں یہ زائد کیلوریز جسم میں چربی کی شکل اختیار کرتی ہیں۔ ورزش کرنے کی فرصت نہ ملے اور زندگی کی مصروفیت اور تن آسانی بار بار فاسٹ فوڈ کی طرف لے جاتی رہے تو موٹاپے کی طرف سفر شروع ہو جاتا ہے جو آگے چل کر بھیانک انجام سے دوچار کرتا ہے۔

ایک حالیہ تحقیق کے مطابق مشرقی ایشیاکے سوا دُنیا کے بیشتر خطوں میں رہنے والے لوگ موٹاپے کی طرف مائل ہیں۔ ایک تحقیق میں امریکہ کے سوا دُنیا کے 63 ممالک کے 1 لاکھ 68 ہزار 159 باشندوں کا جائزہ لیا گیا جن میں ایک چوتھائی موٹے پائے گئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ دُنیا میں سب سے زیادہ موٹے لوگ امریکہ میں پائے جاتے ہیں تاہم اس تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ موٹاپے کا رجحان عالمی طور پہ موجود ہے۔ اس تحقیق کے مطابق کینیڈا، مشرقِ وسطیٰ اور جنوبی افریقہ میں بسنے والے افراد میں وزن بڑھنے کا رجحان سب سے زیادہ ہے اور ہر تیسرے فرد یعنی 33 فیصد آبادی کا وزن معمول سے زیادہ ہے جبکہ مشرقی ایشیا میں یہ تناسب 7 فیصد ہے۔ اس تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ موٹاپا پوری دُنیا میں پھیلی ایک وباء ہے اور تحقیق میں شامل ممالک کی نصف سے لے کر دو تہائی آبادی زیادہ وزن یا موٹاپے کا شکار ہے۔

موٹاپے سے پیدا شُدہ مسائل اور بیماریاں

موٹاپے کے نتیجہ میں جسم کے مختلف نظاموں پہ ایسے بوجھ پڑتے ہیں جن کو اٹھانا اُن کی قدرتی ساخت اور استطاعتِ کار سے باہر ہوتا ہے اور نتیجہ مختلف خطرناک بیماریوں کی صورت میں نکلتا ہے۔ موٹاپے کے نقصانات لا متناہی ہیں جس طرح دیمک دھیرے دھیرے لکڑی کو چاٹ کو کھوکھلا کر دیتی ہے اِسی طرح موٹاپا بتدریج صحت کو تباہ و برباد کرتا چلا جاتا ہے۔ موٹاپا جسمانی نظام کی ساخت کو نقصان پہنچاتا ہے، یہ بڑی عمر میں fat cells کی جسامت میں اضافے کا باعث بنتا ہے اور جتنا عرصہ ان کا سائز بڑا رہے اُسی نسبت سے ان کا سائز کم ہونا مشکل ہوجاتا ہے جبکہ بچوں میں موٹاپا fat cells کی تعداد میں اضافہ کا موجب بنتا ہے یہ عمل عمر کے ابتدائی مرحلہ میں زیادہ ہوتا ہے اور پھر بلوغت کی ابتدا کی عمر میں مزید تیز رفتاری سے ہوتا ہے اس عمل میں تیزی لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں میں زیادہ نمایاں ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر لڑکیاں بلوغت کی عمر کو پہنچنے پر موٹی ہونے لگتی ہیں۔ fat cells کی بڑھی ہوئی تعداد کو کم کرنا ناممکن ہے لہٰذا بچوں میں جس قدر موٹاپا ہو چکا ہو اُس سے نپٹنا انتہائی مشکل ہوتا ہے جس کے لئے تاحیات شدید لڑائی لڑنا پڑتی ہے۔ اکثر امیر ملکوں کا ایک سنگین مسئلہ زیادہ غذا کے سبب موٹاپا اور اس کی وجہ سے لاتعداد درپیش مسائل ہیں خصوصاً بچوں کا موٹاپا خوفناک وباء بن چکا ہے۔ برطانوی ماہرین کی ایک سروے پہ مبنی رپورٹ کے مطابق زیادہ موٹاپے کے شکار افراد گاڑی چلاتے وقت سیٹ بیلٹ کا استعمال نہیں کر سکتے اور ان موٹاپے کے شکار افراد میں سے 55 فیصد گاڑی چلاتے وقت حادثہ کی صورت میں دوسروں سے زیادہ خطرات سے لاحق ہو سکتے ہیں۔

بچپن کے موٹاپے کے دور رس اثرات

موٹاپے کے مضر اثرات ہر عمر کے فرد پہ بھیانک صورت میں پڑتے ہیں لیکن بچپن سے ہی لاحق ہوجانے والے موٹاپے کے مسائل انتہائی گھمبیر ہوتے ہیں اور ناقابلِ تلافی نقصان نہ صرف پڑھائی پہ پڑتا ہے بلکہ اخلاق و کردار پہ بھی منفی اثر پڑتا ہے، اکثر و بیشتر موٹے بچے سست و کاہل ہوتے ہیں۔ معمولی جسمانی مشقت پہ سانس پھولنے اور تھکن کی شکایت کرتے اور نفسیاتی اعتبار سے احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کے ساتھی بچے ان کو اپنے ساتھ کھیلوں میں شامل کرنے سے کنی کتراتے ہیں۔ اُنہیں اپنے بے ڈھنگے اور بے ڈھب ہونے کا احساس گھن کی طرح کھانے لگتا ہے، لڑکوں کی نسبت لڑکیاں بوجہ زیادہ حساس ہونے کے ایسی صورتوں میں زیادہ متاثر ہوتی ہیں اور بعض کو مستقل طور پہ احساسِ کمتری کا مرض لاحق ہو جایا کرتا ہے۔ پھر لڑکپن میں موٹاپا اور زیادہ غذا کھانے کی عادت لڑکوں اور لڑکیوں میں جنسی ہارمونز میں ہیجان پیدا کر کے اُنہیں جنسی بے راہ روی کی طرف مائل کرنے کا موجب بن سکتی ہے خصوصاً اگر فحش جنسی مواد پرنٹ اور الیکٹرانک صورت میں اُن کی دسترس میں ہو۔ بعض ایسے بچے تشدد اور جرائم میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ الغرض موٹاپے کی وجہ سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں اُن کی فہرست لمبی ہے چند ایک کا مختصر جائزہ پیش ہے۔

قوتِ استعداد میں کمی

وزن کی زیادتی انسان کے جملہ کام کرنے کی صلاحیت کو بُری طرح متاثر کرتی ہے اور ایسے انسان کی استعدادِ کار (stamina) کم ہوتے ہوتے تقریباً معدوم ہو جاتی ہے اور مفید اور تعمیری کام کرنے کی خواہشات اور ارادے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ یوں وہ بیشتر صورتوں میں اپنے آپ کو ایک ناکام انسان سمجھتے ہوئے مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر کر ڈپیریشن کا شکار ہو کر ایک ناکام زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔

حصولِ ملازمت میں مشکلات

ملازمت میں عام طور پہ ایک آسامی پہ سینکڑوں ہزاروں افراد نے درخواست دی ہوتی ہے۔ موٹاپے کے شکار افراد عام صحت مند افراد کے مقابل عموماً رد کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ موٹاپے کو ایک بیماری تصور کیا جاتا ہے، ملازمت ملنے میں مشکلات معاشی بدحالی و پریشانی مل کر مزید موٹاپے کا باعث بنتے ہیں۔

شادی میں رکاوٹ

لوگوں کی اکثریت شادی کے لئے انتخاب کرتے وقت موٹاپے میں مبتلا افراد سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرتی ہے، بالخصوص موٹاپے میں مبتلا لڑکیوں کے رشتے ہونے میں سخت دقت پیش آتی ہے۔ موٹاپے کی وجہ سے عمر اصل عمر سے کافی زیادہ نظر آتی ہے اور اگر موٹاپے کے ساتھ عمر بھی کچھ زیادہ ہو جائے تو پھر رشتہ ہونے میں مشکلات زیادہ گھمبیر ہو جاتی ہیں۔

کھیلوں، ورزشی تفریحات سے محرومی

انسانی جسم کو توانا و طاقتور رہنے کےلئے ورزش کی لازمی ضرورت ہوتی ہے۔ عام لوگ مختلف کھیلوں کے علاوہ موسم کی مناسبت سے تفریحی مقامات پہ ہائیکنگ، ٹریکنگ، سوئمنگ وغیرہ سے محظوظ ہوتے ہیں جبکہ موٹے افراد کے لئے کھیلوں اور دیگر ایسی تفریحات سے لطف اندوز ہونا ممکن نہیں رہتا۔

مختلف بیماریوں کا تختہ مشق

ڈاکٹروں سے اگر موٹاپے کی وجہ سے لاحق ہونی والی امراض کا پوچھا جائے تو وہ ایک لمبی لسٹ بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں گویا کہ موٹاپا نہیں بلکہ بیماریوں کا ایک بین الاقوامی اجتماع ہے۔ جس میں ہر قسم کی چھوٹی بڑی ہر جنس موجود ہے۔ چند اہم بیماریاں مندرجہ ذیل ہیں۔

دل کی بیماریاں

موٹاپے کی وجہ سے دل میں چربی اور کیلشیم بتدریج جمنا شروع ہوجاتے ہیں جو دل کے حملہ کا باعث بنتے ہیں۔ اگر ذیابیطس کی بھی شکایت ساتھ ہو تو رسک بڑھ جاتا ہے۔ اس کے ساتھ بُری قسم کا کولیسٹرول (LdL; bad cholesterol) بھی بڑھ کر مزید خطرے کا باعث بنتا ہے۔

ہائی بلڈ پریشر

خون کی نالیوں میں خون کے بہاؤ کے دوران جو پھیلنے اور سکڑنے کی قدرتی لچک پائی جاتی ہے وہ بوجہ کولیسٹرول جمنے کے

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بتدریج کم ہو تی جاتی ہے اور نتیجہ ہائی بلڈ پریشر کی صورت میں نکلتا ہے ۔ 140/90 mmHg یا اس سے زیادہ کو ہائی بلڈ پریشر کہا جاتا ہے جبکہ تقریباً 120/80 mmHg کو نارمل کہا جاتا ہے۔ہائی بلڈ پریشر کو خاموش قاتل بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی علامات عموماً ظاہر نہیں ہوتیں۔ سینے کادرد، سر چکرانے، طبیعت کی خرابی جو دل، دماغ اور گردوں کی تکالیف کے باعث ظاہر ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ ہائی بلڈ پریشر کے سبب ہے۔ یہ برین ہیمرج ، دل اور گردوں کے فیل ہونے، اندھا پن اور دیگر خطر ناک بیماریوں پہ منتج ہوسکتا ہے۔

فالج

موٹاپے کی صورت میں خون کی نالیوں میں رکاوٹیں بن جاتی ہیں، اگر دماغ میں ایسی رکاوٹیں بنیں تو انتہائی مہلک صورت کا فالج کا حملہ ہو سکتا ہے اور لمحوں میں انسان کی موت واقع ہو سکتی ہے،اس کے علاوہ تمام جسم پہ بائیں طرف، دائیں طرف یا زبان پہ فالج کا حملہ ہو سکتا ہے۔

ذیابیطس، اندھاپن

موٹے افراد میں دوسری قسم کا ذیا بیطس عموماً حملہ آور ہو جایا کرتا ہے، اس کے علاوہ لاعلاج قسم کا اندھا پن بھی ہو سکتا ہے۔

کینسر

موٹاپے کی صورت میں مختلف قسم کے کینسرخصوصاًپتہ اور بڑی آنت کا کینسر خاص طور پہ قابلِ ذکر ہیں، عورتوں میں رِحم اور چھاتیوں کا کینسراور مردوں میں پروسٹیٹ کینسرعام ہیں۔14ہزار افراد پہ تحقیق سے نتیجہ نکلا کہ موٹے افراد میں پروسٹیٹ کینسرلاحق ہونے کے باوجود ابتدائی مرحلہ پہ تشخیص نہ ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ پروسٹیٹ کینسر مردوں میں عام پایا جاتا ہے جو مثانے کی تھیلی کے قریب پروسٹیٹ غدود کو متاثر کرتا ہے۔ پھیپھڑوں کے کینسر کے بعد مردوں میں اموات کی یہ دوسری بڑی وجہ ہے۔

دمہ اور سانس کی تکالیف

موٹاپے کے شکار لوگوں کو اکثر دمہ اور سانس کی تکالیف لاحق ہو جاتی ہیں۔ایک تحقیقی مطالعے میں 3095 مریضوں کا جائزہ لیا گیاجن میں ایک تہائی کا وزن معمول کے مطابق تھا، ایک تہائی کا وزن معمول سے زیادہ تھاا ور ایک تہائی موٹاپے میں مبتلا تھے۔ اس تحقیق سے پتہ چلا کہ موٹاپے میں مبتلا مریضوں میں سانس لینے کی قوت خطرناک حد تک کم تھی اور 86 فیصدموٹے مریضوں نے بیماری سے زیادہ تکالیف کے بارے میں بتایا۔

جوڑوں کا درد

موٹاپے کی وجہ سے بوجہ جسم میں کیمیائی تبدیلیوں اور وزن بڑھ جانے کے جوڑوں کا درد بد ترین شکل میں پیدا ہو سکتاہے جس کا علاج انتہائی مشکل ہوتا ہے۔

بانجھ پن اور بے اولادی

عورتوں میں موٹاپے کی وجہ سے ماہواری کی بے قاعدگی اور دیگر متعلقہ عوارض کے نتیجہ میں بے اولادی کا عارضہ لاحق ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔اس کے علاوہ عورتوں اور مردوں میں موٹاپا جنسی کمزوری کا باعث بھی بنتا ہے۔

نیند میں خلل

موٹاپے کی وجہ سے نیند کی کوالٹی بُری طرح متاثر ہوتی ہے۔ بار بار آنکھ کھلنا(sleepapnea) ایک تکلیف دہ بیماری ہے جو موٹاپے کی وجہ سے لاحق ہوجاتی ہے۔ برطانیہ کے ایک میڈیکل سنٹر میں زیرِ علاج دو سو مریضوں سے اُن کے سونے، نیند کی عادات اور نیند کادورانیہ، طرزِ زندگی، لاحق امراض، دردوں کی شدت اور دیگر معلومات حاصل کی گئیں۔ تحقیق سے پتہ چلا کہ کم نیند لینے والے موٹاپے میں مبتلا ہو جاتے ہیں جبکہ معمول کی پوری نیند لینے والے سمارٹ رہتے ہیں۔موٹے افراد کی گردن میں سانس کی نالی میں چربی زیادہ ہونے کی وجہ سے اُنکی نیند میں بار بار خلل آتا ہے اور گہری نیند میسر نہ آنے کے سبب وہ تھکاوٹ کا شکار رہتے ہیں، دن میں بھی اُنہیں بار بار نیند آتی ہے حتّٰی کہ گاڑی چلاتے ہوئے بھی اُنہیں نیند کا غلبہ طاری ہو سکتا ہے اور اپنی اور دوسروں کی زندگی کے لئے مہلک خطرہ بن سکتے ہیں۔

دیگرعوارض

موٹاپے کی وجہ سے پتہ کا سائز بڑھ جاتا ہے جو دیگر پیچیدگیوں کا باعث بنتا ہے۔ اس کے علاوہ پتے ، مثانے اور گردوں کی پتھری بھی اس وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔الغرض موٹاپے کے وجہ سے انسان قسم قسم کی بیماریوں میں جکڑا جاتا ہے۔ زندگی کا لطف ختم ہوجاتا ہے اور زندگی کی بہاریں گذارنے کی بجائے دن کاٹنے والی کیفیت بن جاتی ہے اور بسیارخوری کے ذریعہ سے جسم پہ ڈھائے جانے والے مظالم کا سلسلہ جاری رہے تو اس کے انتہائی خطرناک نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ موٹاپے کی پُر خطر وادی میں داخل ہونے والے کبھی بھی سکھ نہیں پاتے اور ایک خطرناک دلدل میں پھنس کر رہ جاتے ہیں جہاں داخلہ تو ممکن ہوتا ہے مگر وہاں سے نکلنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے، ایسے کئی لوگ بڑے جوش و جذبہ سے مختلف دوائیاں یا ڈائیٹنگ اور ورزش شروع کرتے ہیں مگر اکثر صورتوں میں اپنی پہلی والی صحت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور مزید موٹاپے کی گرفت میں دھنستے چلے جاتے ہیں لہٰذا بہترین حکمتِ عملی موٹاپے میں مبتلا ہونے سے بچنا ہے۔

موٹاپے کے علاج کے بارہ میں ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کی اگلی قسط میں اظہارِ خیال کریں گے۔

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

محترمہ منزہ خالد لکھتی ہیں۔

جہاں لاک ڈاؤن دنیا کے لئے زحمت بن کر آیا وہاں کسی کسی پر رحمت کی شکل میں بھی نازل ہوا۔جہاں پر تدریسی مصروفیات،جماعتی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور کبھی نہ ختم ہونے والے گھریلو امور کے باعث سراٹھانے کی فرصت نہ تھی۔کہاں اب تعطیلات کی بے وقت راگنی نے، محدود آمد ورفت نے،پُرسکون دماغ نے اور الحمدللہ انرجی سے بھرپور روح نے زندگی کا حسن دوبالا کردیا۔

سب سے پہلا کام ’’آن لائن الفضل‘‘کی ایپ کو ڈاؤن لوڈ کیا اور اس کے علمی مضامین سے ذہن کو جلاملی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت میرا قلمی نام ’’فائقہ ‘‘رکھا۔اب اللہ کے فضل سے الفضل میں لکھ کر خود کو پھر ایک بار قلمی جہاد میں حصہ لینے کے اہل پارہی ہوں اور کوشش کروں گی کہ اس کا حق ادا کرسکوں اور اللہ اس اخبار کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔آمین

محترمہ کوثر ضیاء لکھتی ہیں۔

ابھی صبح صبح پیارے الفضل کا تازہ شمارہ 6مئی 2020ء ایک ہی نشست میں دل لگا کر پڑھا،ماشاء اللہ یہ ایک مہکتے پھولوں کا گلدستہ ہے جس کی مہک بلاشبہ دل و روح کو معطر کرنے والی ہے۔سحری کے بعد نماز اور قرآن جیسے خوبصورت کاموں سے فارغ ہوکر،جبکہ چاروں طرف ایک خاموشی اور سناّٹا چھایا ہواہے۔صرف اور صرف پرندوں کی چہکار سنائی دے رہی ہے اور موتیا اور گلاب کی خوشبو خداتعالیٰ کی قدرت نمائی کا اظہار کررہی ہو ایسے میں گھر کے ٹیرس میں بیٹھ کر الفضل آن لائن کا مطالعہ کرنا ایک ایسی عجیب کیفیت طاری کرتا ہے اور ایسے الوہی جذبوں کو مہمیز کرتا ہے جو خلافت کے ساتھ آپ کے روحانی تعلق کو اتنی پختگی عطا کرتا ہے جس کا اظہار الفاظ میں ممکن ہی نہیں۔یہ ایک کیفیت کا نام ہے جو صرف اور صرف محسوس کی جاسکتی ہے۔

اب ذرا آج کے شمارے پر ایک نظر ڈال لیں صفحہ اول پر اس زمانہ کے امام صادق سلطان القلم کے رشحات قلم کے نمونے دیکھے یہ اس زمانہ کے مجدد اور مامور من اللہ ہی کے شایان شان ہے کہ وہ اپنی قوم کی روحانی تربیت اور کردارکی تعمیر کا فکر رکھے۔

ارشادات خلفاء کا انتخاب بھی لاجواب تھا اور ماہ مئی چونکہ خلافت کے بابرکت نظام کے ساتھ جو اس زمانے محض خدا کے فضل کے ساتھ جاری و ساری ہوا تھا،خاص تعلق رکھتا ہے۔حالات کے باعث زندگی بندشوں کا شکار ضرور ہوئی لیکن خلافت کے سچے تعلق کے میرے رب نے سودر وا کردیئے،ایم ٹی اے کی صورت میں،آن لائن جماعتی لٹریچر،جریدے روزنامے،ماہنامے،خلیفۃ المسیح کے لائیو خطبات کی صورت میں۔یہ تعلق ہمہ وقت روح کے تاروں کو گنگناتا رکھتا ہے اور کوئی مایوسی اور کمزوری کا لمحہ قریب سے پھٹکتا بھی نہیں۔خدا ہماری نسلوں کو بھی ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رکھے۔آمین

شاید یہ ہر ایک کے جذبات کی عکاسی ہے جس کو چند لوگ سب کی نمائندگی کرتے ہوئے لفظوں کی صورت میں آپ کو بھجوادیتے ہیں۔کورونا اور خوراک کا بحران ایک فکر انگیز تحریر تھی۔اللہ تعالیٰ سارے عالم پر رحمت کی نظر رکھے۔ضیاء الحق شمس کی یادوں نے دل افسردہ کردیا۔بہرحال خداتعالیٰ کی رضا جو سب سے مقدم ٹھہری۔

طہارت وپاکیزگی پر تحریر دل پر اثر کرنے والی تھی۔کھجور کے فوائد ایک معلوماتی مضمون تھا۔’’میں بخیل نہیں ہوں‘‘حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حوالہ سے خوبصورت یاد شیئر کی گئی۔عبارت کی لذت کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اقتباس بہت اچھا لگا۔

مختصر یہ کہ ایم ٹی اے کی طرح الفضل بھی ایک دریچہ ہے جہاں سے تازہ ہوا کے جھونکے روح کو گہرائیوں تک تازہ دم کردیتے ہیں۔اتنی خوبصورت اور بھرپور کاوش پر ادارہ الفضل بہت بہت مبارکباد کا مستحق ہے۔

سحر وافطار

15مئی2020ء		وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ	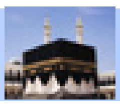	04:21	18:52
مدینہ منورہ	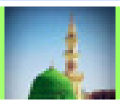	04:13	18:58
قادیان	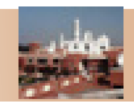	03:58	19:18
ربوہ	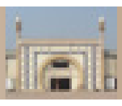	03:38	19:00
اسلام آباد ٹلفورڈ		02:13	20:47